ماہنامہ
خالد
احمدی نوجوانوں کیلئے
نومبر 2005ء
مدیر
منصور احمد نور الدین

علمی مقابلہ جات کی افتتاحی تقریب کا ایک منظر

مکرم حافظ خالد افتخار صاحب ناظم مال وقفِ جدید انعامات تقسیم کرتے ہوئے

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

محترم صدر صاحب کا پیغام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 ستمبر 2004ء کو سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ UK کے خطاب میں خدام واطفال کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:-

''جھوٹ کے خلاف آپ لوگ ایک مہم چلائیں، عمومی طور پر تمام جماعت لیکن خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ خاص طور پر اس طرف توجہ دیں۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کے لئے اس برائی کو جڑ سے اکھیڑ دیں۔ اور ہر خادم وطفل سو فیصد سچ بولنے والا ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ ہرگز پاک نہیں ہو سکتا جو جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔ جو جھوٹ کو نہیں چھوڑتا اور جو پاک نہیں وہ خدا تعالیٰ کا قرب نہیں پاسکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کا قرب نہ پایا تو پھر احمدی ہونے کا یا احمدی کہلانے کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ کوئی فائدہ ہی کوئی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو کس طرح پاسکتا ہے جو جھوٹ کو اپنا معبود سمجھتا ہے، جو جھوٹ کو خدا سمجھتا ہے۔ وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی بجائے جھوٹ کی عبادت کر رہا ہے۔ اگر ہم سو فیصد ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت ڈالیں تو تمام بنیادی اخلاق ہمارے اندر خود بخود پیدا ہو جائیں گے اور ہوتے چلے جائیں گے۔ (ماہنامہ ''خالد'' نومبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور انور کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

نومبر 2005ء
نبوت 1384 ہش

جلد 52
شمارہ نمبر 11

monthlykhalid52@yahoo.com

مدیر
منصور احمد نور الدین

مجلس ادارت
لئیق احمد ناصر چوہدری، عبدالرحمٰن
وقار احمد، سید عطاء الواحد رضوی

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر　پبلشر: قمر احمد محمود　مینیجر: عزیز احمد　پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)　مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی　قیمت ۱۰ روپے......سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685　Fax: +92 47 6213091

اداریہ

مرا مقصود و مطلوب و تمنا، خدمتِ خَلق اَست

ہمیں کارَم ہمیں بارَم، ہمیں رَسمم، ہمیں رَاہم

خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور احسان کا سلوک کرنا ہمارے فرائض میں سے ہے۔ خدام الاحمدیہ کا نام ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ہم معاشرے کو حسین اور جنت نظیر بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم نہ صرف اپنے بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں، اپنے جاننے والوں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کریں، ان سے ہمدردی کریں اور اگر ان کو ہماری مدد کی ضرورت ہے تو اُن کی مدد کریں، ان کو جس حد تک فائدہ پہنچا سکتے ہیں فائدہ پہنچائیں بلکہ ایسے لوگ، ایسے ہمسائے جن کو ہم نہیں جانتے، ہماری ان سے کوئی رشتہ داری یا تعلق داری بھی نہیں ہے جن کو ہم عارضی طور پر ملے ہوں اگر ان کو بھی ہماری ہمدردی اور مدد کی ضرورت ہے، اگر ان کو ہم سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ہمیں اس سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ہر لمحہ اور ہر آن ایسے کاموں کے لئے کمر بستہ رہنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بیعت کی شرائط میں شرط نمبر نہم یہ رکھی ہے کہ:۔

''یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا''۔ (اشتہار تکمیل......۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ'' (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۱، ۱۲)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں خدمت خلق کی توفیق ملتی رہے اور ہمارے وجود بنی نوع کو فائدہ پہنچانے کا موجب ہوں۔ آمین

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عید

(وقار احمد)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن صبح کھجوریں کھائے بغیر گھر سے نہ نکلا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ کھجوریں طاق تعداد میں نوش فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب العیدین باب الأکل یوم الفطر قبل الخروج)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ سب سے پہلے آپ نماز ادا فرماتے۔ پھر آپ اپنا چہرہ مبارک پھیر کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے رہتے۔ پھر آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔

(بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبرٍ)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن (آتے اور جاتے ہوئے) راستہ بدل لیا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب العیدین باب من خالف الطریق اذا رجع یوم العیدِ)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان آزاد اور غلام اور مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے پر فطرانہ فرض قرار دیا ہے اور اس کی ادائیگی کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ نماز عید کیلئے نکلنے سے قبل ادا کیا جائے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فرض صدقۃ الفطر)

حضرت ابی الحویرثؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزمؓ کو لکھا جو اس وقت نجران میں تھے۔ عید الاضحیہ کی نماز کو جلد ادا کرو اور عید الفطر کی نماز کو کچھ تاخیر سے ادا کرو اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ العیدین)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو ان کے ہاں کھیل کود اور تفریح کیلئے دو دن مخصوص تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہم ان دو دنوں میں کھیل کود اور تفریح کیا کرتے تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں کو بدل کر تمہیں ان سے زیادہ بہتر دو دن عطا کیے ہیں یعنی عید الاضحیہ اور عید الفطر کا دن۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوۃ العیدین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سرائے خام

دُنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دِل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دِلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُن کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر اُن کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دِل میں ڈر نہیں

اُن کے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹ اِعتقاد

پر تب بھی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب

دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلاں وفا نکند ایں سرائے خام
دنیائے دوں نماند و نماند بکس مدام

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۔۱۳۷)

مشعلِ راہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۴ رجون ۲۰۰۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

''پس ہم میں سے ہر ایک اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے کہلا سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد اعلیٰ اخلاق بھی اپنائے جائیں۔ دراصل تو اعلیٰ اخلاق بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ہی ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ اخلاق بھی تقویٰ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر اپنی محبت اور اس کے نتیجے میں تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جن برائیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے ان سے مکمل بچنے والے ہوں۔ اپنے دلوں کو کینوں اور بغضوں سے پاک کرنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی رنجشوں کو جماعتی رنگ دینے والے نہ ہوں۔ کسی عہدیدار سے ذاتی عناد یا رنجش کی وجہ سے اس عہدیدار کی حکم عدولی کرنے والے نہ ہوں۔ اور اسی طرح عہدیداران بھی اپنی کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی کے خلاف ایسی کارروائی نہ کریں جس سے ان کے عہدے کا ناجائز استعمال ظاہر ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو موقع دیا ہے کہ وہ جماعتی عہدیدار بنایا گیا ہے اس پر خدا کا شکر کریں، نہ کہ اس وجہ سے گردنیں اکڑ جائیں اور تکبر اور رعونت پیدا ہو جائے۔ جماعتی عہدیداران کو اپنی عبادتوں میں بھی اور اعلیٰ اخلاق میں بھی ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ عاجزی اور انکساری کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں۔ عدل اور انصاف کے بھی تمام تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ پس جہاں ایک عام احمدی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے، صبر سے کام لے، ایک دوسرے کے قصوروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق جماعت کا فرد بنے تا کہ دشمن کے ہنسی ٹھٹھا سے بھی بچے۔ کیونکہ جب احمدی اتنے دعووں کے بعد ایسی غلطیاں کرتا ہے تو دشمن کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے، مخالفین کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے۔ اور کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی غیرت رکھتا ہے ایسی حرکتوں کی وجہ سے وہ احمدی جس نے دشمن کو ہنسی کا موقع دیا اللہ تعالیٰ کے قرب سے گر جاتا ہے۔ تو جب ایک عام احمدی کی ایسی حرکتوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا تو جو عہدیدار ہیں وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں زیادہ ہیں۔ اس لئے

ان کو اور زیادہ استغفار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا اہل بنائے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرسکیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۸ تا ۱۴؍ جولائی ۲۰۰۵ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جولائی 2005ء کو انٹرنیشنل سنٹر۔ ٹورانٹو (کینیڈا) کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ایک بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق رکھتی ہے۔ لیکن یاد رکھیں یہ ریزولیوشنز، یہ خط، یہ وفاؤں کے دعوے تب سچے سمجھے جائیں گے، تب سچے ثابت ہوں گے۔ جب آپ ان دعووں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں نہ کہ وقتی جوش کے تحت نعرہ لگالیا اور جب مستقل قربانیوں کا وقت آئے، جب وقت کی قربانی دینی پڑے، جب نفس کی قربانی دینی پڑے تو سامنے سو سو مسائل کے پہاڑ کھڑے ہوجائیں۔ پس اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے، اس کی بھی پوری اطاعت کریں، خلیفۂ وقت کی طرف سے تقویٰ پر قائم رہنے کی جو تلقین کی جاتی ہے اور یقیناً یہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہی ہے، اس پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی جس آیت میں خلافت کا انعام دیئے جانے کا وعدہ فرمایا ہے اس سے پہلی آیتوں میں یہ مضمون بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کا تقویٰ اختیار کرو تو پھر تمہاری کامیابیاں ہیں۔ ورنہ پھر کھوکھلے دعوے ہیں کہ ہم یہ کردیں گے اور ہم وہ کردیں گے۔ ہم آگے بھی لڑیں گے، ہم پیچھے بھی لڑیں گے''۔

''اللہ کا یہ خوف دل میں رکھتے ہوئے ہر احمدی کو اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر اس طرح زندگی گزارو گے تو تمہارا خلافت کے ساتھ تعلق بھی مضبوط ہوگا اور کیونکہ یہ تعلق خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرماتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام سے فیض پانے والے ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو نیک اعمال بھی بجالانے والے ہوں پس یہ نیک اعمال مشروط ہیں، یا خلافت سے تعلق مشروط ہے نیک اعمال کے ساتھ۔ خلافت احمدیہ نے تو انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لیکن نظام خلافت سے تعلق انہیں لوگوں کا ہوگا جو تقویٰ پر چلنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں گے۔ اگر جائزہ لیں تو آپ کو نظر آجائے گا کہ جن گھروں میں نمازوں میں بے قاعدگی نہیں ہے، ان کا نظام سے تعلق بھی زیادہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہیں، عمل کرنے والے ہیں ان کا خلافت اور

نظام سے تعلق بھی زیادہ ہے۔ اور جن گھروں میں نمازوں میں بے قاعدگیاں ہیں، جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے میں وہ شدت نہیں ہے احمدی ہونے کے باوجود نظام جماعت کا احترام نہیں ہے، لوگوں کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کرتے۔ وہی لوگ ہیں جن کے گھروں میں بیٹھ کر خلیفۂ وقت کے بارہ میں بعض منفی تبصرے بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ تو اپنے آپ کو نظام جماعت اور جماعتی عہدیداران سے بالا بھی وہاں سمجھا جا رہا ہوتا ہے ایسے لوگوں کو جو تبصرے کرتے ہیں، شروع کرتے ہیں عہدیداروں سے اور بات پہنچتی ہے خلیفۂ وقت تک۔ جب نظام جماعت کی طرف سے ان کے خلاف کوئی فیصلہ آتا ہے تو اس پر بجائے استغفار کرنے کے اعتراض ہو رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ نظام جماعت میں تو خلافت کی وجہ سے یہ سہولت میسّر ہے کہ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ کوئی فیصلہ کسی فریق کی طرفداری میں کیا گیا ہے۔ تو خلیفۂ وقت کے پاس معاملہ لایا جاسکتا ہے۔ اگر پھر بھی بعض شواہد یا کسی کی چرب زبانی کی وجہ سے فیصلہ کسی کے خلاف ہوتا ہے تو اس کو تسلیم کر لینا چاہئے اور بلاوجہ نظام پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ اعتراض تو بڑھتے بڑھتے بہت اوپر تک چلے جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر اس حدیث کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے، پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی اپنی چرب زبانی کی وجہ سے میرے سے فیصلہ اپنے حق میں کروالیتا ہے حالانکہ وہ حق پہ نہیں ہوتا تو وہ آگ کا گولہ اپنے پیٹ میں ڈال رہا ہوتا ہے۔ یعنی اس وجہ سے وہ اپنے پر جہنم واجب کر رہا ہوتا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس فعل کی وجہ سے اس دنیا میں بھی اس کو سخت اذیت میں مبتلا رکھے، اس کو کوئی قسم کے صدمات پہنچ رہے ہوں مختلف طریقوں سے۔ مختلف وجوہات سے وہ مشکلات میں گرفتار ہو جائے۔ تو بہرحال جیسا کہ مَیں پہلے عہدیداران سے بھی کہہ آیا ہوں کہ انہیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلے کرنے چاہئیں۔ لیکن فریقین سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ بھی حسن ظنی رکھیں اور اگر فیصلے خلاف ہو جاتے ہیں تو معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے دوسرے فریق کو آگ کا گولہ پیٹ میں بھرنے دیں۔ اور لڑائیوں کو طول دینے اور نظام جماعت سے متعلق جگہ جگہ باتیں کرنے کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم پر عمل کریں کہ سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ سب میں یہ حوصلہ پیدا فرمائے اور ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا بن جائے''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۵ تا ۲۱ جولائی ۲۰۰۵ء)

☆☆☆☆☆☆

ایک چہرہ گلاب سا کچھ ہے

شرم سی کچھ، حجاب سا کچھ ہے
قرب بھی بے حساب سا کچھ ہے

مہ سا مہتاب سا کچھ ہے
ہوبہو آنجناب سا کچھ ہے

مسکراتا ہوا حسین و جمیل
ایک چہرہ گلاب سا کچھ ہے

اسکو دیکھا تو یوں لگا جیسے
عشق کارِ ثواب سا کچھ ہے

اس میں آنکھوں کا کچھ قصور نہیں
حسن خود بے نقاب سا کچھ ہے

جس نے دیکھا نہ ہو رخِ انور
آئینہ آفتاب سا کچھ ہے

ہم اکیلے نہیں ہیں گرمِ سفر
آسمان ہمرکاب سا کچھ ہے

آج پھر آسمان بولا ہے
عشق پھر کامیاب سا کچھ ہے

ہم فقیروں کا ہم اسیروں کا
یہ جواب الجواب سا کچھ ہے

لفظ لفظ آسماں سے اترا ہے
یہ جو حسنِ خطاب سا کچھ ہے

ہو رہا ہے حریف شرمندہ
معترض لاجواب سا کچھ ہے

مکرم چوہدری محمد علی صاحب

سبق آموز واقعات

(مرتبہ: لئیق احمد ناصر چوہدری)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نصیحت فرمانے کا ایک انداز یہ تھا کہ آپ علیہ السلام موقعہ کی مناسبت سے اپنی نصائح میں بعض سبق آموز، دل کو موہ لینے والے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ذیل میں قارئین خالد کے استفادہ کے لئے ان میں سے چند ایک درج کئے گئے ہیں۔ مدیر

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

''ایک بزرگ نے دعوت کی اور اس نے چالیس چراغ روشن کئے بعض آدمیوں نے کہا کہ اس قدر اسراف نہیں کرنا چاہئے اس نے کہا کہ جو چراغ میں نے ریاکاری سے روشن کیا ہے اسے بجھا دو کوشش کی گئی ایک بھی نہ بجھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی فعل ہوتا ہے اور دو آدمی اس کو کرتے ہیں ایک اس فعل کو کرنے میں مرتکب معاصی کا ہوتا ہے اور دوسرا ثواب کا۔ اور یہ فرق نیتوں کے اختلاف سے پیدا ہو جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک شخص مسلمانوں کی طرف سے نکلا جو اکڑ اکڑ کر چلتا تھا اور صاف ظاہر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا کہ یہ وضع خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معیوب ہے مگر اس وقت محبوب ہے کیونکہ اس وقت اسلام کی شان اور شوکت کا اظہار اور فریق مخالف پر ایک رعب پیدا ہوتا ہے پس ایسی بہت سی مثالیں اور نظیریں ملیں گی جن سے آخر کار جا کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ بالکل صحیح ہے''۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، الحکم ۱۰/ اپریل ۱۹۰۳ء)

حسن ظن بڑی عمدہ چیز ہے

''بدظنی سے حبط اعمال ہو جاتا ہے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھوں گا ایک بار وہ دریا پر گیا تو اس نے دیکھا کہ ایک جوان عورت ہے اور ایک مرد بھی اس کے ساتھ ہے اور دونوں بڑی خوشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں اس نے دعا کی الٰہی میں اس شخص سے بہتر ہوں کیونکہ اس نے حیا چھوڑ دیا ہے اتنے میں کشتی آئی سات آدمی تھے وہ غرق ہو گئے وہ شخص جس کو اس نے شرابی سمجھا تھا دریا میں کود پڑا اور چھ کو بچا لایا اور ایک باقی رہا تو اس کو مخاطب کر کے کہا کہ تو نے ایسا گمان کیا تھا اب ایک باقی ہے اسے نکال لا اس وقت اس نے سمجھا یہ تو مجھے ٹھوکر لگی ہے۔ آخر اس سے اصل معاملہ پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تیرے لئے خدا کا مامور ہوں یہ عورت میری والدہ ہے اور جس کو تو شراب کہتا ہے یہ اس دریا کا پانی ہے اور یہاں میں خدا تعالیٰ کے بٹھائے سے بیٹھا ہوں۔

غرض حسن ظن بڑی عمدہ چیز ہے اس کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام پر اس کا شکر کرنا کبھی

ناجائز نہیں ہوسکتا جب تک محض اس کی رضا ہی مطلوب ہو اور دنیا کی شیخی اور نمود غرض نہ ہو"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۹۴، الحکم ۱۷ / اپریل ۱۹۰۳ء)

لاعلاج مرض کا نسخہ

"مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم سے بھرا ہوا خالی ہو گیا۔ اگر چُوہے اس کو نہیں کھا گئے، تو وہ کہاں گیا پس اسی طرح پر پچاس برسوں کی نمازوں کی جب برکت نہیں ہوئی۔ اگر ریا اور نفاق نے ان کو باطل اور حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں۔ خدا کے نیک بندوں کے آثار ان میں پائے نہیں جاتے۔ ایک طبیب جب کسی کا علاج کرتا ہے۔ اگر وہ نسخہ اس کے لیے مفید اور کارگر نہ ہو، تو چند روز کے تجربہ کے بعد اس کو بدل دیتا ہے اور پھر تشخیص کرتا ہے، لیکن ان مریضوں پر تو وہ نسخہ استعمال کیا گیا ہے جو ہمیشہ مفید اور زُود اثر ثابت ہوا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے نسخہ کے استعمال میں غلطی اور بد پرہیزی کی ہے۔ یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ارکان اسلام میں غلطی تھی اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ مؤثر علاج نہ تھا کیونکہ اس نسخہ نے ان مریضوں کو اچھا کیا جن کی نسبت لاعلاج ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا"۔

(ملفوظات جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۲، الحکم ۳۱ / جولائی ۱۹۰۲ء)

مثنوی سے ایک مثال

اس کی تو وہی مثال ہے جو مثنوی میں ایک بہرہ کی حکایت لکھی ہے کہ وہ کسی بیمار کی عیادت کو گیا اور خود ہی تجویز کر لیا کہ پہلے مزاج پوچھوں گا۔ وہ کہے گا۔ اچھا ہے۔ میں کہوں گا۔ الحمد للہ اور پھر میں پوچھوں گا۔ آپ کیا کھاتے ہیں۔ تو چونکہ وہ بیمار ہے یہی کہے گا کہ مونگ کی دال کھاتا ہوں۔ میں کہوں گا بہت اچھا۔ اور پھر پوچھوں گا طبیب کون ہے۔ وہ کہے گا کہ فلاں ہے۔ میں کہوں گا۔ خوب ہے۔ دستِ شفا ہے۔ لیکن جب وہاں گئے۔ تو

بہرہ۔ (مریض سے) آپ کا مزاج کیسا ہے؟

مریض۔ مر رہا ہوں۔

بہرہ۔ الحمد للہ۔

بہرہ۔ (مریض سے) آپ کی غذا کیا ہے؟

مریض۔ خون جگر۔

بہرہ۔ بہت اچھی غذا ہے۔

بہرہ۔ (مریض سے) طبیب کون ہے؟

مریض۔ ملک الموت۔

بہرہ۔ طبیب اچھا ہے۔ دستِ شفا ہے۔

ان لوگوں کی بھی کچھ ایسی ہی حالت ہے۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۲۲ الحکم ۱۷ / اکتوبر ۱۹۰۲ء)

☆☆☆☆☆☆

تقریر برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2005ء

نظام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

(مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔لندن)

حضرات! نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظامِ قیادت ہے جو اللہ تعالیٰ جماعتِ مومنین کو ان کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے عطا فرماتا ہے۔ یہ ایک عظیم انعام ہے جو ایمان اور عمل صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ اس خدائی موہبت کی حیثیت ایک حَبْلُ اللّٰہ کی ہے۔ اس خدائی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا جماعت مومنین کے لئے ان کے ایمان کی تصدیق بھی ہے اور امن وامان اور روحانی ترقیات کی ضمانت بھی۔ حق یہ ہے کہ (دینِ حق) کی ترقی اور سربلندی اس بابرکت نظامِ خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافت کیا ہے؟

لغوی لحاظ سے خلافت کے لفظی معنی نیابت اور جانشینی کے ہوتے ہیں۔ اصطلاحاً خلیفہ سے مراد نبی کا قائمقام اور اس کا جانشین ہوتا ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

''خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

نبوت وخلافت

خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت مستمرہ کچھ اس طرح جاری ہے کہ ظلمت وتاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو نبوت ورسالت کا تاج پہنا کر قندیل ہدایت کے طور پر مبعوث کرتا ہے۔ ان انبیاء کے ذریعہ خدائی پیغامِ ہدایت کی تخم ریزی ہوتی ہے اور شجرِ ہدایت پروان چڑھنے لگتا ہے۔ ان رسولوں اور نبیوں کی بعثت دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کا ظہور ہوتا ہے۔

اصطلاحاً ان کو خلیفۃ اللّٰہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارہ میں معین طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کو عطا کیا جاتا ہے۔

عمیق حکمتوں کے مالک خدا نے ازل سے یہ طریق جاری کیا ہے کہ جب بھی نبی یا رسول کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو اس کے کسی قدر ناتمام کام مکمل کرنے کے لئے، اس کے لگائے ہوئے باغ کی مسلسل آبیاری اور نگہداشت کے لئے اور اسے ترقی دے کر اس کو انتہائی نقطۂ کمال تک پہنچانے کے لئے ایک بار پھر اپنی قدرت کا کرشمہ دنیا کو دکھاتا ہے۔ یہ اس کی قدرت ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اللہ کی راہنمائی میں مومنین اپنے میں سے ایک، خدا کے بندے کا انتخاب کرتے ہیں جو دراصل خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اذن سے اس منتخب بندہ کے سر پر خلافت کا تاج رکھا جاتا ہے۔ اصطلاحاً اسے خلیفۃ الرسول کہا جاتا ہے۔ جماعت کا یہ روحانی سربراہ نبی کے بعد اس کے جاری کردہ کام کو آگے سے آگے بڑھانے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت

کے سایہ میں کام کرتا ہے اور اس کی وفات پر یہ سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تقریر کے موضوع کی مناسبت سے مَیں دوسری قسم کی خلافت کا ذکر قدرے تفصیل سے کروں گا جو نبی یا رسول کے بعد اس کے ماننے والوں میں قائم ہوتی ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظامِ خلافت کی ضرورت اور حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو...... اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے''۔

(شہادت القرآن صفحہ ۵۷ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

نبوت و خلافت کا انتخاب

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ نبوت و خلافت کے دونوں نظام اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک بنیادی فرق ہے۔ نبوت اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر چکی ہوتی ہے۔ ہر طرف شرک اور ظلمت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کی تجلی نبوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کی تجلی خلافت کی صورت میں اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب نبی کے ذریعہ قائم ہونے والی ایک جماعت موجود ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی اور خلیفہ کے انتخاب کے طریق میں بھی ایک فرق ہے۔ نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ براہِ راست کرتا ہے کیونکہ ظلمت کے اس دور میں جماعت مومنین کا وجود ہی نہیں ہوتا جبکہ نبی کے آنے کے بعد مومنین کی ایک جماعت بن جاتی ہے اور نبی کی وفات پر خدا تعالیٰ بطور احسان اس جماعت میں خلافت کا نظام قائم فرماتا ہے اور ایمان اور عمل صالح کی شرائط کو عنداللہ تسلی بخش طریق پر پورا کرنے والی جماعت کو بطور اعزاز یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ خلیفہ کے انتخاب کے وقت اپنی رائے کا اظہار کرے۔ بظاہر یہ ایک انتخاب کی صورت نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ خدا کا انتخاب ہوتا ہے اور مومنین کے پاک دل اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کے تابع اسی پاک وجود کو منتخب کرتے ہیں جو دراصل خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔ آیت استخلاف میں لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ کے الفاظ میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

خلافت کی عظمت اور برکات

نظام خلافت کی عظمت اور برکت کا مضمون بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ سورۃ النور کی آیت استخلاف میں بیان کیا گیا ہے جس کی تلاوت شروع میں کی گئی۔ اس کا ترجمہ ہے:

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری

عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ (سورہ النور آیت ۵۶)

یہ آیت بڑے لطیف مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جماعت مومنین میں قیام خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اسے ایمان اور عمل صالح کی دو شرائط کے ساتھ باندھا ہے۔ نظام خلافت کی دو عظیم الشان برکات کا ذکر فرمایا ہے۔ دین کی تمکنت اور خوف کی حالت کا امن کی حالت میں تبدیل کیا جانا اور یہ بھی ذکر ہے کہ نظام خلافت کے قیام کے بلند ترین مقاصد اور شیریں ثمرات بھی دو ہیں عبادت الٰہی اور توحید خالص کا حقیقی طور پر قیام۔

خلافتِ راشدہ

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر صحابہ مارے غم کے دیوانہ ہو رہے تھے۔ اس انتہائی کسمپرسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین مطابق خلافت راشدہ کا بابرکت نظام جاری فرمایا۔ جونہی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست مبارک پر بیعت کر کے آپ کو خلیفۃ الرسول تسلیم کیا زخمی دلوں کو ایک سکون کی کیفیت نصیب ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت علیؓ نے بارِ خلافت اٹھایا۔

اس سنہری دور خلافت میں اسلام نے غیر معمولی ترقی اور وسعت حاصل کی۔ اسلام کی بھرپور اشاعت ہوئی۔ اس دور میں مختلف مراحل پر فتنوں نے بھی سر اٹھایا۔ لیکن خلافت کی برکت سے، ہر خوف کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اَمن میں تبدیل ہوتی رہی اور اسلام کو غیر معمولی تمکنت اور استحکام نصیب ہوا۔

خلافت راشدہ بلاشبہ تاریخ اسلام کا ایک سنہری دور تھا اور اس کی عظمت، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے بھی معلوم ہوتی ہے جس میں آپ نے فرمایا:

عَلَيۡكُمۡ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيۡنَ الۡمَهۡدِيِّيۡنَ.

(ترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنة)

تم پر میری اور میرے ان خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت عطا کی جائے گی اور اس ہدایت کی روشنی میں وہ مومنوں کی راہنمائی کرنے والے ہوں گے۔

پیشگوئی کے عین مطابق تیس سال تک خلافت راشدہ کا سورج امت مسلمہ پر بڑی شان سے چمکتا رہا اور پھر نظام خلافت پر دنیا داری کے رنگ غالب آ گئے۔ حدیث نبوی میں اس بارہ میں بہت معین پیشگوئی ملتی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

خلافت احمدیہ کا قیام

اس حدیث کے عین مطابق جماعت احمدیہ کو مسیح پاک علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ کا عظیم الشان انعام عطا فرمایا گیا جس سے اس حدیث میں

مذکور پیشگوئی بعینہٖ سچی ثابت ہوئی۔ یہ بات جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ و تابندہ ثبوت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فعلی شہادت بھی ساری دنیا کو مہیا فرما دی کہ آج دنیا کے پردہ پر اگر کوئی جماعت، اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اپنے دعویٰ ایمان میں سچی ہے اور اگر کوئی جماعت ایسی ہے جس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں اعمال صالحہ ہیں تو وہ ایک اور فقط ایک جماعت ہے جو احمدیہ (......) جماعت عالمگیر ہے۔

حدیث کے آخر میں ذکر ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے خلافت احمدیہ کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

خلافت احمدیہ کی عظمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر رسالہ ''الوصیت'' میں اپنے بعد خلافت کے قیام کے بارہ میں معین رنگ میں پیشگوئی فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

''اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے......تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا......مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی......ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے ......میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے......''۔

(رسالہ الوصیت صفحہ ۷، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶،۳۰۵)

اس تحریر کے فوراً بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے عظیم الشان مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔''

(الوصیت صفحہ ۹۔۸ روحانی خزائن جلد ۲۰۔ صفحہ ۳۰۷،۳۰۶)

ان دونوں تحریروں سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تکمیل اشاعت (دین حق) کی خدائی تقدیر کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے وابستہ ہے اور اس عظیم الشان مقصد کا حصول آپ کے بعد قائم ہونے والے بابرکت نظام خلافت کے ذریعہ مقدر ہے۔ یہ امر خلافت احمدیہ کی عظمت کو خوب واضح کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریرات ۲۰/دسمبر ۱۹۰۵ء کی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق نظام خلافت کے قیام کا وقت قریب آیا تو اس کی عظمت کی طرف دنیا کو متوجہ کرنے کے لئے علام الغیوب خدا نے بذریعہ الہام اس بارہ میں معین تاریخ سے بھی آگاہ فرما دیا۔ دسمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا: ''ستائیس کو ایک واقعہ''۔

(بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی جلوہ نمائی دیکھو کہ پانچ ماہ

بعد ۲۷رمئی ۱۹۰۸ء کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس روز (دینِ حق) کے عالمگیر غلبہ کے آفاقی نظام کی بنیاد رکھی گئی۔ الہاماً بتائی گئی ۲۷ تاریخ کو جماعت احمدیہ میں نظام خلافت قائم ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات بڑی شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔

جماعت کے لئے مقام شکر

جماعت احمدیہ کے لئے یہ موقع سجدات شکر بجالانے کا ہے اور اپنا سب کچھ قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں بچھ جانے کا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے ساتھ ہی فوراً اس جماعت کے سر پر خلافت علی منہاج النبوۃ کا تاج رکھ دیا اور جماعت احمدیہ ایک کے بعد دوسرے، تیسرے، چوتھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت کے پانچویں تاجدار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت عظیم الشان خلافت کے بابرکت سایہ میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ آسمانی تائیدات ہمارے ساتھ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت اور معیت حضرت مسرور کو حاصل ہے۔ "اِنِّی مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ" کا پرشوکت ظہور ہماری نظروں کے سامنے ہے اور خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ انوار الٰہی کی موسلا دھار بارشوں میں نہا رہی ہے۔

برکات خلافت کے جلوے

آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز، عالمی تشخص حاصل ہے۔ (دعوۃ الی اللہ)، تعلیم اور بے لوث خدمتِ انسانیت کے میدانوں میں جماعت احمدیہ کی مساعی کی ایک دنیا معترف ہے۔ محبت و پیار، امن وسلامتی اور ملکی قوانین کے پابندی کی اعلیٰ اقدار کی وجہ سے یہ جماعت ساری دنیا میں (دین حق) کی حسین تعلیم کی علمبردار ہے۔ قرآن مجید اور لٹریچر کی اشاعت میں جماعت کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ آج بفضلہ تعالیٰ یہ جماعت دنیا کے ایک سو اکاسی 181 ملکوں میں مستحکم طور پر قائم ہے اور دنیا بھر میں احمدیوں کی تعداد 200 ملین سے زیادہ ہو چکی ہے۔ خلافت کی برکت نے جماعت کو باہمی اتحاد، غیر متزلزل ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت عطا کر کے بنیان مرصوص بنا دیا ہے اور ان سب برکات سے حصہ وافر عطا فرمایا ہے جن کا وعدہ آیت استخلاف میں جماعت مومنین سے کیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین کی اشاعت اکناف عالم میں ہو رہی ہے۔ (دین حق) میں داخل ہونے کے ایمان افروز نظارے ہماری نظروں کے سامنے ہیں اور دوسری طرف، جب بھی اور جہاں بھی، جماعت کے مخالفین کی طرف سے خوف کی کوئی حالت پیدا کی جاتی ہے، خدا تعالیٰ کی نصرت فوراً آسمان سے اترتی ہے اور ہر حالت خوف کو امن میں تبدیل کر دیتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ ہم خلافت کی برکت سے تائیدات الٰہیہ کے ایمان افروز جلوے دن رات دیکھتے ہیں اور اللہ کرے ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔

ہماری ذمہ داریاں حضور انور کے ارشادات

خلافت احمدیہ کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر احمدی کے دل پر ہمیشہ پوری طرح نقش رہنا چاہیے۔ آیئے سنئے کہ ہمارے پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے، مشفق ومہربان ناصح کے طور پر، کن الفاظ میں افراد جماعت کو خلافت کے تعلق میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف

متوجہ فرمایا۔عرفان وحکمت پر مبنی یہ وہ سنہری الفاظ ہیں جو خدا کے محبوب بندہ کے منہ سے نکلے اور جن میں ہماری روحانی زندگی کی بقااور ترقی کا راز مضمر ہے۔

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا:

''قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔اگر قدرت ثانیہ نہ ہوتو (دینِ حق) کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ڈھال ہے''

اسی پیغام میں آپ نے مزید فرمایا:

''پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں۔اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰ مئی ۲۰۰۳ء)

اپنے ایک پیغام میں آپ نے احباب جماعت سے فرمایا:

''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔پوری طرح اس سے وابستہ ہوجائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہوجائے۔خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہوجائے''۔

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ، اپریل ۲۰۰۴ء)

اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:

''ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیے کہ......استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔پہلے سے بڑھ کر ایمان واخلاص میں ترقی کریں......اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ مئی ۲۰۰۵ء)

پہلی ذمہ داری: انعام خلافت پر شکر

نظام خلافت کی نعمت پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ سر بن جائے تو تب بھی ہم اس نعمت عظمیٰ کے شکر کا حق ادا نہیں کرسکتے۔پس اس تعلق میں ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس نعمت کی عظمت کا صحیح ادراک اور احساس پیدا کریں اور دل کی گہرائی سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں اور اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے۔اور اس کو قبول کرتے ہوئے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔آمین

خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق

خلیفۂ وقت کو خداتعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نور، علم و معرفت اور مقام قبولیت دعا سے برکت حاصل کرنے کے لئے مومنین کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت وعقیدت اور فدائیت کا ایک ذاتی اور قریبی تعلق رکھیں۔ یہ وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں ہمیشہ اتنے متنوع انداز میں اور اتنی سہولیت سے میسر کی ہے جیسی اس سے قبل کبھی نہ تھی۔ خلیفۂ وقت سے ذاتی اور فیملی ملاقات کی صورت آج ہر احمدی کو میسر ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں رہتا ہو، خلیفۂ وقت کے قدموں میں حاضر ہو کر وہ یہ شرف حاصل کرسکتا ہے۔ پھر حضور انور کے عالمگیر دورہ جات کے دوران ان ممالک کے احمدیوں کو یہ سعادت اپنے ملک میں رہتے ہوئے مل جاتی ہے۔ خطوط۔ فیکس اور ای میلز کے ذریعہ حضور انور سے براہ راست رابطہ کا پورا نظام موجود ہے۔ اس سے بھرپور استفادہ کرنا اور خلیفۂ وقت سے مسلسل رابطہ رکھنا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

خلیفہ وقت کے لئے دعائیں

خلیفۂ وقت کا بابرکت وجود ساری جماعت کے لئے یمن وسعادت اور برکتوں کا خزانہ ہے۔ خلیفۂ وقت کی مقبول دعائیں ساری جماعت کو ہر آن نصیب رہتی ہے۔ اگرچہ اس احسان کا بدلہ تو کبھی چکایا نہیں جاسکتا لیکن ہر مخلص احمدی کا یہ فرض ضرور بنتا ہے کہ وہ ہمیشہ محسن آقا کے لئے مجسم دعا بنا رہے اور کبھی اس بارہ میں غفلت کا شکار نہ ہو۔ اٹھتے بیٹھتے اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ کے کلمات ورد زبان رہنے چاہئیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی مستحضر رہنی چاہیے جس میں آپؐ نے فرمایا:

''تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں''۔

خلیفۂ وقت کی احباب جماعت سے محبت وشفقت کے نظارے تو ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہی۔ ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیے کہ ہماری محبت کا معیار کیا ہے۔ خلیفہ وقت کی دعائیں تو ہم ہر آن حاصل کرتے ہیں ہماری فکر یہ ہونی چاہیے کہ ہم بھی خلیفۂ وقت کے لئے دعا کرنے کا حق ادا کرتے ہیں یا نہیں؟

خلیفۂ وقت کی باتوں کا سننا

قرآن مجید میں جماعت مومنین کا شعار سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور پھر ان باتوں پر دل وجان سے عمل بھی کرتے ہیں۔ اطاعت کا پہلا زینا سننا ہے، اسی لئے اس صفت کو پہلے رکھا گیا ہے۔ جو شخص سنے گا نہیں وہ عمل کیسے کرسکے گا؟ ہر احمدی کی ایک بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کی باتوں کو توجہ سے سنے اور اس کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر کان دھرے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید اور راہنمائی نصیب ہوتی ہے۔ وہ خداتعالیٰ کے اذن اور ہدایت سے بولتا ہے۔ علم وعرفان کے چشمے اس کی مبارک زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ وہ ان باتوں کی طرف جماعت مومنین کو بلاتا ہے جو وقت کی عین ضرورت اور ہر سننے والے کے لئے انتہائی مفید اور بابرکت ہوتی ہیں پس حضور انور کے پر معارف خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے اور پوری توجہ سے سننا، بچوں کو سنانا اور سمجھانا ہر احمدی کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے۔ حضور انور کے خطابات اور پیغامات کو سننا بھی بہت لازم ہے۔

ہر تحریک پر والہانہ لبیک

اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر والہانہ لبیک کہا جائے۔ کسی ارشاد کو بھولنا یا اس کی طرف توجہ نہ دینا ایک احمدی کی شان نہیں۔ ہر احمدی کو اس بارہ میں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ نہایت ادب کے ساتھ بطور یاددہانی میں چند امور احباب کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات جمعہ اور خطابات میں قیام نماز، دعاؤں اور عبادتوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے اور متعدد تربیتی امور کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ یہ باتیں ہماری روحانی بقاء اور ترقی کے لئے اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر سچے مخلص احمدی کا فرض ہے کہ دیکھے اور سچے دل سے اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ دیانت داری سے ان میدانوں میں سرگرم عمل ہے یا نہیں۔ خلافت کی محبت کوئی رسمی بات نہیں۔ یہ جذبہ سچا ہے تو اس کا ثبوت نظر آنا چاہیے اور ہدایت پر عمل کرتے ہوئے نیک تبدیلی پیدا کرنا ہی اس کا حقیقی ثبوت ہے۔

پھر حضور نے بار بار تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے مبارک لبوں سے نکلی ہوئی ہر آواز پر لبیک کہے اور عملاً وہ بات کر کے دکھاوے۔ آج تبلیغ کے بہت وسیع میدان احمدی داعیانِ الی اللہ کے منتظر ہیں کہ وہ اپنے پیارے اِمام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آئیں اور ظلمتوں میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر لے آئیں۔ آج اربوں دل ایسے ہیں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ناآشنا ہیں۔ ان دلوں کو (دینِ حق) کے محبت بھرے پیغام سے جیتنا ہمارا کام ہے اور یہی وہ فرض ہے جس کی طرف حضور انور ہمیں بلا رہے ہیں۔ (دینِ حق) اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات دینا بھی ایک عظیم ذمہ داری ہے جو ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔

پھر ہمارے پیارے آقا نے مساجد کی تعمیر اور خدمت انسانیت کے بہت سے منصوبوں کے لئے مالی قربانیوں کی طرف بھی جماعت کو بلایا ہے۔ طاہر فاؤنڈیشن۔ سپین کی (بیت)۔ مریم شادی فنڈ۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ وغیرہ۔ ابھی کل ہی حضور انور نے برطانیہ میں جماعت احمدیہ کی نئی جلسہ گاہ کے بارہ میں بھی تحریک فرمائی ہے۔ یہ سب نیکی کی راہیں ہیں جو مخیّر احباب کی راہ دیکھ رہی ہیں۔

تین سال بعد انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی منائی جائے گی۔ اس حوالہ سے حضور انور نے ساری جماعت کو نفلی روزوں، نوافل اور دعاؤں کی ایک جامع تحریک فرمائی ہے۔ ہر فرد جماعت اس تحریک کا مخاطب ہے اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس روحانی پروگرام میں بھرپور حصہ لے۔

نیکی کا ایک میدان جس کی طرف ہمارے پیارے آقا نے ہمیں بلایا ہے وہ نظام وصیت میں شمولیت ہے۔ ٹھیک ایک سال قبل ہم سب نے اسی جلسہ سالانہ کے سٹیج سے ایک آواز سنی تھی۔ آج اس کو ۳۵۶ دن گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۶ ہزار سے زائد مخلصین نے آقا کی آواز پر والہانہ لبیک کہنے کی سعادت پائی۔ بہت ایسے ہیں جو ابھی تک یہ سعادت حاصل نہیں کر سکے۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اس تحریک کو معمولی خیال نہ کریں۔ یہ سچے اور مخلص احمدی میں فرق ظاہر کرنے والی تحریک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں خدا کا یہ ارادہ ہے کہ ”اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے“۔ پھر یہ بھی تو

دیکھو کہ ہمارے آقا کے دل کی تمنا اور خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا تھا:

''میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں، اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں''

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ یکم اگست ۲۰۰۴ء)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آج سے ٹھیک دس روز قبل حضور انور نے ایک بار پھر اپنے ایک خصوصی پیغام میں اس کا تاکیدی ذکر فرمایا ہے۔ جو دوست ابھی تک اس نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے وہ اس ارشاد کو خوب کان کھول کر سن لیں اور عمل کی سعادت پائیں۔ آپ نے فرمایا:

''میرا تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات کی روشنی میں، آپ کی خواہشات کے تابع، آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہو جائیں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بالخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قدم آگے بڑھائیں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۹ جولائی ۲۰۰۵ء)

ایک اور ذمہ داری۔ اولاد کو تلقین

مومنین کی ایک اور ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف خود نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کی خاطر خدمت کے ہر میدان میں کوشاں رہیں بلکہ اپنی اولاد میں بھی یہی روح اور جذبہ پیدا کریں۔ آج کے بچے اور نوجوان کل کو جماعت کے علمبردار اور نمائندہ بننے والے ہیں۔ ان کے دلوں میں نظام خلافت کی محبت پیدا کر کے ان کو اس بابرکت نظام سے وابستہ کرنا والدین کی ایک عظیم ذمہ داری ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت مصلح موعود نے اس جماعت سے ایک عہد لیا تھا جو آج بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ عہد کے الفاظ یہ تھے:

''ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ (دینِ حق) کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما''۔

(الفضل ۱۶ر فروری ۱۹۶۰ء)

عہدیداران کی ذمہ داری

جماعتی عہدیداران کے کندھوں پر عام افراد جماعت کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصیت سے عہدیداران کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے اپنے ایک تازہ ترین خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''جو جماعتی نظام میں عہدیداران ہیں وہ صرف عہدے کے لئے عہدیدار نہیں ہیں بلکہ خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ نظام جماعت، جو نظام خلافت کا ایک حصہ ہے، کی ایک کڑی ہیں...... اس لئے عہدیدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہیے...... یہ جو خدمت کے مواقع دیئے گئے ہیں یہ حکم چلانے کے لئے نہیں دیئے گئے بلکہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے ہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۵ جولائی ۲۰۰۵ء)

نظام جماعت کی اطاعت

پھر اسی خطبہ جمعہ میں حضور انور نے احباب جماعت کو بھی خلافت سے وفا کے حوالہ سے اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:

''یاد رکھیں......اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۵ جولائی ۲۰۰۵ء)

اس ارشاد سے یہ امر پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت سے محبت کا تقاضا، صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی نہیں بلکہ نظام خلافت کی طرف سے قائم کردہ نظام جماعت اور اس کے ایک ایک عہدیدار کی اطاعت اور اس سے تعاون کرنا بھی لازم ہے۔ اگر کوئی شخص جماعتی نظام کی اطاعت نہیں کرتا اور منہ سے خلافت سے محبت اور وفا کے دعوے کرتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں ہرگز سچا نہیں۔ حضور انور کا مذکورہ بالا ارشاد ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی وحدت کو توڑنے کی بات کرے تو اس کو سختی سے رد کرنا بھی مومنوں کی ذمہ داری ہے۔ ایک حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تا کہ تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کر لو اور اس کی بات نہ مانو''۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق حدیث ۳۴۴۳)

خلیفہ وقت سے دلی وابستگی کی اہمیت اور فرضیت کے ذکر میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تاکیدی حدیث بھی ہمیشہ مدنظر رہنی چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا:

''اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے''۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث ۲۲۳۳۳)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت ہی درحقیقت دنیا میں سب سے بڑا اور قیمتی خزانہ ہے۔ جان اور مال سے بڑھ کر قیمتی دولت ہے۔ پس جب یہ دولت کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو تو اس سے چمٹ جانا اور ہر حالت میں چمٹے رہنا ہی زندگی اور بقا کی ضمانت ہے۔

دلی وابستگی اور اطاعت

خلافت کے تعلق میں مومنوں کی سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری نظام خلافت سے دلی وابستگی اور خلیفہ وقت کی غیر مشروط مکمل اطاعت ہے۔ جب یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جس کو خلیفہ بنایا جاتا ہے وہ دنیا میں خدا کا نمائندہ اور سب سے محبوب شخص ہوتا ہے تو پھر ان باتوں کا لازمی تقاضا ہے کہ ایسے بابرکت وجود سے دل و جان سے محبت کی جائے اور اپنے آپ کو کلیۃً اس کی راہ میں فدا کر دیا جائے۔ یہ مضمون سورہ نور کی آیت استخلاف کے مطالعہ سے خوب روشن ہو جاتا ہے۔ خلافت کے مضمون سے پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور خلافت کے ذکر کے معاً بعد پھر اطاعت رسول کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں بلکہ اس میں یہ عظیم نکتہ مخفی ہے کہ خلیفہ کی اطاعت دراصل رسول ہی کی اطاعت ہے اور رسول کی اطاعت کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کے خلیفہ کی اطاعت بھی اسی وفا اور جانفشانی سے کی جائے جس طرح رسول کی اطاعت کا حق ہے۔

ہر احمدی کو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو درختِ وجود کی سرسبز شاخیں قرار دے کر دراصل ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ دیکھو میرے ساتھ اور

میرے بعد میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے تعلق پختہ رکھا اور اطاعت کا حق ادا کیا تو تب ہی تم سرسبز اور شاداب رہ سکو گے وگرنہ جو تعلق منقطع کرے گا وہ درخت کے زرد پتوں کا انجام دیکھ لے اور عبرت پکڑے۔

وابستگی اور اطاعت کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفة المسیح الاوّل کے پر شوکت الفاظ سنیے۔ آپ نے فرمایا:

''میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو...... چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے''۔ (خطبات نور صفحہ ۱۳۱)

میرے بھائیو اور بہنو! میرے عزیزو اور بزرگو! آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے اسلاف نے اطاعت و فدائیت کے کیسے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے اور ساتھ کے ساتھ اپنا بھی جائزہ لیتے جائیں کہ وہ کس مقام پر تھے اور ہم کس جگہ پر ہیں۔ آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے کس طرح پروانہ صفت، شمع رسالت کا طواف کیا۔ اطاعت اور فدائیت میں وہ نمونے دکھائے کہ جیتے جی اللہ تعالیٰ سے یہ پروانہ خوشنودی حاصل کر لیا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ خدا ان سے راضی اور اپنے مولیٰ سے خوش۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن اُس وقت تک آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے نہ آئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ وفا کے پتلوں نے واقعی ایسا کر دکھایا۔ ایک صحابی اس جانفشانی سے لڑے کہ جسم کے ستر ٹکڑے ہو گئے اور انگلی کے ایک پورے کو دیکھ کر اس شہید کی بہن نے اپنے بھائی کو پہچانا۔

ایک موقع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں کھڑے صحابہ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ گلی میں آتے ہوئے عبداللہ بن رواحہؓ وہیں بیٹھ گئے کہ یہ حکم رسول کان میں پڑ گیا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی تعمیل میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر ہو جائے اور کون جانتا ہے کہ اگلے لمحے کیا ہو جائے۔ حرمت شراب سے قبل ایک جگہ شراب کا دور زوروں پر تھا منادی کی آواز آئی کہ خدا کے رسول نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کیا ہے۔ جذبۂ اطاعت ذہنوں میں اس قدر راسخ ہو چکا تھا کہ شراب کے نشہ کے باوجود ایک صحابی اٹھے اور لاٹھی سے شراب کا مٹکا چکنا چور کر دیا کہ بس حکم آ گیا ہے اب تاخیر کیسی؟

پھر دیکھو کہ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے غلاموں کا کیا حال تھا۔ حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کے جانثار صحابہ نے بھی اطاعت کا عَلَم بڑے عاشقانہ انداز میں سر بلند رکھا۔ آواز سن کر بیٹھ جانے کا واقعہ یہاں بھی ہوا۔ مسیح پاک علیہ السلام نے (بیت) میں کھڑے لوگوں سے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ اور میاں کریم بخش جو بھی (بیت) کے ساتھ والی گلی میں تھے آواز سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو یہی کہا کہ جب مسیح کا فرمان کان میں پڑ گیا تو پھر میرا کام یہی تھا کہ اسی وقت اطاعت کرتا۔

اطاعت کے میدان میں حضرت مولانا نورالدین کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آقا نے دہلی سے پیغام بھجوایا کہ فوراً آ جائیں پروانہ مہدی اسی لمحہ کام چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ جوتی بھی چلتے چلتے درست کی۔ خالی ہاتھ نکل پڑے کہ فوراً کا

مطلب ہے فوراً اور سیدھے دہلی پہنچ کر حضور کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔ بھیرہ سے قادیان آئے اور جب مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ اب آپ بھیرہ کا خیال بھی دل سے نکال دیں تو وفا اور اطاعت کے پتلے نے پھر عمر بھر وطن کا سوچا بھی نہیں۔ اطاعت ہو تو ایسی۔ یہی وہ خوش نصیب وجود ہے جس کے بارہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ نورالدین تو میری اس طرح اطاعت کرتا ہے جس طرح نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب کی مثال بھی کیا عجیب مثال ہے۔ ابتدائی زمانہ میں اس درویش بزرگ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہوا کرتا تھا۔ جمعرات کی رات کو دھو لیتے اور جمعہ کی صبح پہن لیتے۔ ایک بار ایسے ہوا کہ سردیوں کی شدید سرد رات میں کپڑے دھو کر لٹکائے ہوئے تھے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا کہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور جانا ہے ساتھ جانے کے لئے ابھی آ جائیں۔ فدائی روشن علی اٹھا وہی گیلے کپڑے پہن لئے اور سردی سے بچاؤ کے لئے لحاف لپیٹ کر ساتھ ہو لیا۔

حضرات! اطاعت کی اس جیسی ایمان افروز مثالوں سے (دینِ حق) اور احمدیت کے ہر دو ادوار اس طرح بھرے پڑے ہیں جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ باتیں صرف سننے سنانے کے لئے نہیں بلکہ یہ وہ معیار ہیں جو ہمیں دعوت عمل دیتے ہیں کہ ہم بھی ان سب دعووں کو سچ کر دکھائیں جو ہم ہر بار تجدید بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک، ہر بار یہ کہتا ہے اور سینکڑوں بار کہتا آیا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر، آپ کے ہر اشارہ پر، آپ کی ہر خواہش پر سو جان سے قربان۔

آپ مجھے جو بھی ارشاد فرمائیں گے، جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنے عہد بیعت کی ایک ایک بات کو عمل کی دنیا میں سچ کر دکھاؤں گا۔

پس اے احمدیت کے جانثارو! اے خلافت احمدیہ کے پروانو! آج وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے سارے عہد و پیمان واقعی سچ کر دکھائیں۔ ہمارے اسلاف نے جو نمونے دکھائے ان کو پھر تازہ کریں کہ ہم بھی تو اطاعت اور وفا کے دعووں میں اُن سے پیچھے نہیں۔ دیکھو ہمارا محبوب آقا، مسیح محمدی کا خلیفہ، اس دور میں (دینِ حق) کا سالارِ اعظم، جس کے دست مبارک پر ہم نے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے وہ کتنے درد سے کتنے پیار سے ہمیں دعوت عمل دے رہا ہے۔

آؤ، خلافت سے وفا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آؤ! اور آج اس مجلس سے یہ سچا عہد کر کے اٹھو کہ ہم خلافت احمدیہ کی حفاظت اور استحکام کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے، خلیفۂ وقت کے دست و بازو اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر سچے دل سے لبیک کہیں گے۔ ہمیشہ گوش بر آواز آقا رہیں گے اور اے ہمارے محبوب آقا! تو نیکی کی جس راہ کی طرف بھی ہمیں بلائے گا ہم دیوانہ وار تیرے اشاروں پر اپنی جان، مال، وقت اور عزت ہر چیز قربان کر دیں گے۔ ہماری زندگی اور ہماری موت تیرے قدموں میں ہو گی اور ہم میں سے ایک ایک فرد خدا کو گواہ بنا کر آج اس عہد کو پھر سے تازہ کرتا ہے کہ ہم تیرے مبارک الفاظ کو اپنے سینوں میں جگہ دیں گے۔ اُن کو عمل کے سانچوں میں ڈھالیں گے اور تیری ہر ہدایت پر اس طرح والہانہ لبیک کہیں گے کہ اطاعت کے پیکر فرشتے بھی اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں۔ اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس وعدہ کو پورا کر سکیں اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھاتے چلے جائیں۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 26 اگست تا یکم ستمبر 2005ء)

صحابہ کرام کی ظاہری برکات کے ایمان افروز واقعات

(مرسلہ: مکرم شفیق احمد ججہ صاحب)

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ بیان فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ صحابہؓ کسی جگہ گئے تو وہاں کے رہنے والوں میں سے ایک کو سانپ نے کاٹ لیا، پُرانے دستور کے مطابق وہ دم کرنے اور کچھ پڑھ کر پھونک مارنے والے کو بلایا کرتے تھے انہوں نے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے؟ ایک صحابی نے کہا میں ہوں۔ وہ اُسے ساتھ لے گئے اور انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا اور وہ شخص بالکل اچھا ہو گیا۔ اس خوشی میں گھر والوں نے انہیں کچھ بکریاں تحفہ کے طور پر دیں جو انہوں نے لے لیں، باقی صحابہؓ نے اس پر کچھ اعتراض کیا اور جب مدینہ آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا ذکر کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کے دل کو خوش کرنے کے لئے فرمایا کہ اس تحفہ میں سے میرا حصہ بھی تو لاؤ یعنی یہ تحفہ تو اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے تھا۔ مطلب یہ کہ اس قسم کے جنتر منتر تو اسلام میں نہیں، لیکن ان لوگوں کو ایمان دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کو برکت بخشی اور ایک نشان دکھایا۔ پس جو تحفہ ملا وہ بابرکت شئے ہے اس برکت میں سے مجھے بھی حصہ دو۔ تو دیکھو صحابہؓ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کیسی برکت ملی کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر پھونک ماری اور مار گزیدہ اچھا ہو گیا۔ بعض لوگ اس کی نقل میں آجکل بھی سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کے عادی ہیں مگر ان کے دم میں کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ اگر کوئی غیر مومن سَو دفعہ بھی سورۃ فاتحہ پڑھ کر پھونک مارے تو کوئی اثر نہیں ہوگا۔ سورۃ فاتحہ اس شخص کی زبان سے نکلی ہوئی بابرکت ہو سکتی ہے جس کے اندر خود برکت ہو۔

پھر ایک اور واقعہ اسی قسم کا مولانا روم نے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ رومیوں کو جب شکست ہوئی تو کچھ عرصہ کے بعد قیصر روم کو سر درد کا دورہ شروع ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے بہت علاج کیا مگر اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر اسے کسی نے کہا کہ تم مسلمانوں کے خلیفہ کو لکھو وہ اپنی کوئی برکت والی چیز تمہیں بھیج دیں جس سے ممکن ہے تمہیں آرام آجائے۔ قیصر نے حضرت عمرؓ کے پاس اپنا ایلچی بھیجا کہ مجھے اپنی کوئی برکت والی چیز بھیجیں میرے سر درد کو آرام نہیں آتا، ممکن ہے اس سے آرام آجائے۔ عرب کے لوگ اپنے بالوں میں خوب تیل لگانے کے عادی تھے، حضرت عمرؓ نے اپنی ایک پُرانی ٹوپی جسے تیل لگا ہوا تھا اور جس پر بالشت بالشت بھر میل جمی ہوئی تھی اُس کے ہاتھ بھیج دی اور پیغام دیا کہ اسے اپنے سر پر رکھا کر

و۔ قیصر جو سر پر تاج رکھنے کا عادی تھا اُس نے جو گاڑھے کی میلی کچیلی ٹوپی دیکھی تو وہ سخت گھبرایا مگر ایک روز جب اُسے درد کا شدید دورہ ہُوا تو اس نے مجبوراً ٹوپی اپنے سر پر رکھ لی اور خدا تعالیٰ کی قدرت نے یہ نشان دکھایا، ادھر اس نے اپنے سر پر ٹوپی رکھی اور اُدھر اُسے آرام آ گیا۔ پھر تو اُس کا دستور ہی یہی ہو گیا کہ جب وہ دربار میں بیٹھتا تو حضرت عمرؓ کی میلی کچیلی اور پھٹی پرانی ٹوپی اپنے سر پر رکھ لیتا۔ تو اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو برکتیں دیتا ہے اُن کی چیزوں میں بھی برکت پیدا ہو جاتی ہے''۔

(سیر روحانی صفحہ ۱۲۸)

حضرت عمرؓ کے بارے میں ایک واقعہ امام جلال الدین سیوطی صاحب نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے:

مصر فتح ہونے کے بعد عجمی مہینوں میں سے ایک مہینہ کی پہلی تاریخ کو ایک وفد نے رئیس مملکت مصر حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ اے امیر المومنین! ہمارا ایک معمول ہے اور جب تک اس کی تکمیل نہ کر دی جائے۔ ہمارے اس دریائے نیل میں روانی نہیں آتی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا بتاؤ تو تمہارا معمول کیا ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ جب سے عجمی مہینے کی دو راتیں گذر جاتی ہیں ہمارا سالانہ دستور یہ ہے کہ ہر سال ایک کنواری نوجوان لڑکی کو جو اپنے والدین کی اکلوتی ہوتی ہے اس کے والدین کو راضی کر لیتے ہیں اور پھر اس کو نہلا دھلا کر اس کو اچھے اچھے کپڑے اور عمدہ سے عمدہ زیورات پہنا کر اور اس کو خوب سجا بنا کر دریائے نیل کی نذر کر دیتے ہیں۔ حضرت عمر بن عاصؓ نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا اسلام کے عہد میں تو ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اسلام نے زمانۂ جاہلیت کی تمام رسوم کو ختم کر دیا ہے چنانچہ تمام مصری رکے رہے اور اس سال زندہ لڑکیوں کو اس طرح ڈبونے کی رسم ادا نہ ہونے سے دریائے نیل کی روانی رُکی رہی۔ دریا کی روانی کو بند دیکھ کر لوگوں نے ترک وطن کا ارادہ کر لیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے ان تمام حالات کی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اطلاع دی جنہوں نے جواب میں لکھا کہ اے عمرو بن عاصؓ تم نے جو کچھ کہا درست کیا، اور تمہاری رائے بالکل ٹھیک ہے اسلام نے ایسی رسوم کو جڑ سے اُکھاڑ دیا ہے۔ نیز اپنے خط میں ایک علیحدہ پرچہ رکھ کر حضرت عمرو بن عاصؓ کو لکھا کہ تمہارے موسومہ خط میں ہم ایک علیحدہ پرچہ بھیج رہے ہیں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت عمرؓ کے خط میں موجود اس علیحدہ پرچہ کو پڑھا جس میں تحریر تھا۔ از طرف عبداللہ عمر بن الخطاب المومنین بنام نیل مصر۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد اگر تو اپنے اختیار سے خود بہتا ہے تو ہرگز مت بہہ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو رواں کرتے ہیں تو میں خدا ذوالقوۃ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری کرے۔ چنانچہ عمرو بن عاصؓ نے رات کے وقت اس حکم نامہ کو دریائے نیل میں ڈال دیا۔ دوسرے دن صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ اونچا پانی دریائے نیل میں اللہ تعالیٰ نے جاری فرما کر لڑکی کے زندہ دریا میں پھینکے جانے کے کریہہ دستور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم فرما دیا۔ (تاریخ الخلفاء حالات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۱۰۰ از امام جلال الدین السیوطی)

☆☆☆☆☆☆☆

رپورٹ سانحہ مونگ

یہ درد رہے گا بن کے دعا

(منصور احمد نور الدین)

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں ان کو تم مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہے لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔(البقرہ:۱۵۵)

''مونگ'' گاؤں منڈی بہاؤالدین سے کھاریاں جاتے ہوئے، منڈی بہاؤالدین سے تقریباً ۱۰ اکلومیٹر کے فاصلے پر لوئر جہلم نہر کے کنارے ایک ٹیلے پر آباد ہے۔سڑک سے دیکھنے سے بالخصوص رات کو یہ گاؤں بہت خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔اس سے کچھ فاصلے پر ہی ایک اور گاؤں ''رسول'' واقع ہے۔جس کی وجہ سے ان کا نام اکٹھا 'مونگ رسول' پکارا جاتا ہے۔

''مونگ'' گاؤں کی آبادی قریباً ۱۵ سے ۲۰ ہزار کے درمیان ہے۔زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔گاؤں میں برادری سسٹم ہے، 'آرائیں' اور 'راجا' بڑی قومیں ہیں۔ہر برادری کا اپنا قبرستان ہے، گاؤں میں چھوٹے بڑے تقریباً ۱۵ قبرستان ہیں۔

''مونگ'' میں احمدیوں کے قریباً ۳۰ گھر ہیں اور جماعت قریباً ۱۶۴ نفوس پر مشتمل ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہی یہاں پر احمدیت موجود ہے اور آپؑ کے قریباً ۶ رفقاء کا تعلق اسی گاؤں سے تھا۔''مونگ'' کے پہلے احمدی حضرت منشی احمد دین صاحب تھے۔

۲رمضان المبارک بمطابق ۷/اکتوبر ۲۰۰۵ء کو تین نامعلوم افراد نے احمدیہ بیت الذکر میں اس وقت فائرنگ کر دی، جب احباب جماعت سحری کھانے کے بعد نمازِ فجر کی ادائیگی کے دوران دوسری رکعت میں رکوع میں جانے والے تھے۔اس فائرنگ سے ۸/افراد جماعت اللہ کی راہ میں قربان ہو گئے (یقیناً ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) جبکہ ۱۵/افراد شدید زخمی ہوئے۔اس وقت بیت الذکر میں تین صفوں میں قریباً ۳۵ سے ۴۰/افراد نماز ادا کر رہے تھے۔یہ بیت الذکر گاؤں کے وسط میں واقع ہے جہاں پہنچنے کے لئے چھوٹی چھوٹی گلیوں میں سے ہو کر گذرنا پڑتا ہے۔زخمیوں میں سے ۱۰/افراد کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین، ۲/افراد کو میو ہسپتال لاہور (جن میں سے ایک واپس منڈی بہاؤالدین ہسپتال میں آ چکے ہیں)، ایک زخمی کو کنٹونمنٹ ملٹری ہاسپٹل کھاریاں کینٹ میں داخل کروایا گیا۔جبکہ ۳/افراد کو مرہم پٹی کر کے فارغ کر دیا گیا۔محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تمام زخمی خطرے سے باہر ہیں۔اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے انہیں شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔آمین

اسی روز مونگ میں ہی نماز عصر کے بعد مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے خدا کی راہ میں جان قربان کرنے والے افراد کی اجتماعی نماز جنازہ پڑھائی۔نماز جنازہ میں ربوہ، کھاریاں، گجرات، جہلم، سرگودھا، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی اور کئی دوسرے شہروں سے ۱۳۰۰ سے زائد احباب جماعت نے شرکت کی۔اس کے بعد

۶ افراد کی تدفین ان کے آبائی قبرستان مونگ میں ہوئی جبکہ ۲ افراد کی تدفین ان کے بعض لواحقین کے انتظار کی وجہ سے اگلے روز عمل میں آئی۔

تعزیت اور عیادت کرنے والے ہر طبقہ کے افراد مختلف علاقوں سے ابھی تک بڑی تعداد میں مونگ پہنچ رہے ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں ادارہ ''خالد'' متاثرین کے دُکھ میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام زخمیوں کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ جان قربان کرنے والے جملہ افراد کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ جان بحق ہونے والوں کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے، ان کی مغفرت فرمائے اور انھیں جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے نیز تمام اہل وطن کو شرپسندوں کے شر سے اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

۱۔ مکرم چوہدری محمد اسلم گُلّا صاحب ولد مکرم چوہدری خوشی محمد گُلّا صاحب

عمر ۷۰ سال، آپ آرمی اور ریزرو پولیس میں ملازمت کرتے رہے، بعد ازاں شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین میں بطور الیکٹرک فورمین کام کرتے رہے۔ آپ کے ۲ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں۔ آپ کچھ عرصہ اسیر راہ مولا بھی رہے۔ اس واقعہ میں آپ کے ایک صاحبزادے مکرم یاسر احمد صاحب بھی اللہ کی راہ میں قربان ہوئے۔

۲۔ مکرم راجہ محمد اشرف صاحب ولد مکرم راجہ اللہ دتہ صاحب

عمر قریباً ۷۵ سال، کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آپ کے ۴ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں۔ اس واقعہ میں آپ کے ایک جواں سال صاحبزادے مکرم راجہ عابد محمود صاحب بھی اللہ کی راہ میں قربان ہوئے۔

۳۔ مکرم راجہ الطاف محمود صاحب ولد مکرم راجہ احمد خاں صاحب

عمر ۵۰ سال، کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے عمرہ کرنے کی سعادت بھی بخشی تھی۔ آپ کے ۳ بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں۔ اس واقعہ میں آپ کے ایک صاحبزادے مکرم راجہ عامر محمود صاحب جو کہ تحریک وقف نو میں شامل ہیں شدید زخمی ہوئے۔

۴۔ مکرم راجہ عبدالمجید صاحب ولد مکرم راجہ محمد خاں صاحب

عمر ۳۵ سال، کھیتی باڑی کرتے تھے۔ آپ کے ۳ بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ آجکل قائمقام قائد مجلس کے طور پر خدمات دینیہ بجالا رہے تھے۔

۵۔ مکرم راجہ عابد محمود صاحب ولد مکرم راجہ محمد اشرف صاحب

عمر ۳۰ سال، آپ جنوبی افریقہ میں مقیم تھے۔ تین دن قبل چھٹی گزارنے آئے تھے۔ اپنی شادی کے بعد پہلی بار اپنی ۸ ماہ

موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شرابِ زندگی

سانحہ مونگ رسول

اللہ کی راہ میں قربان ہونے والے پیارے
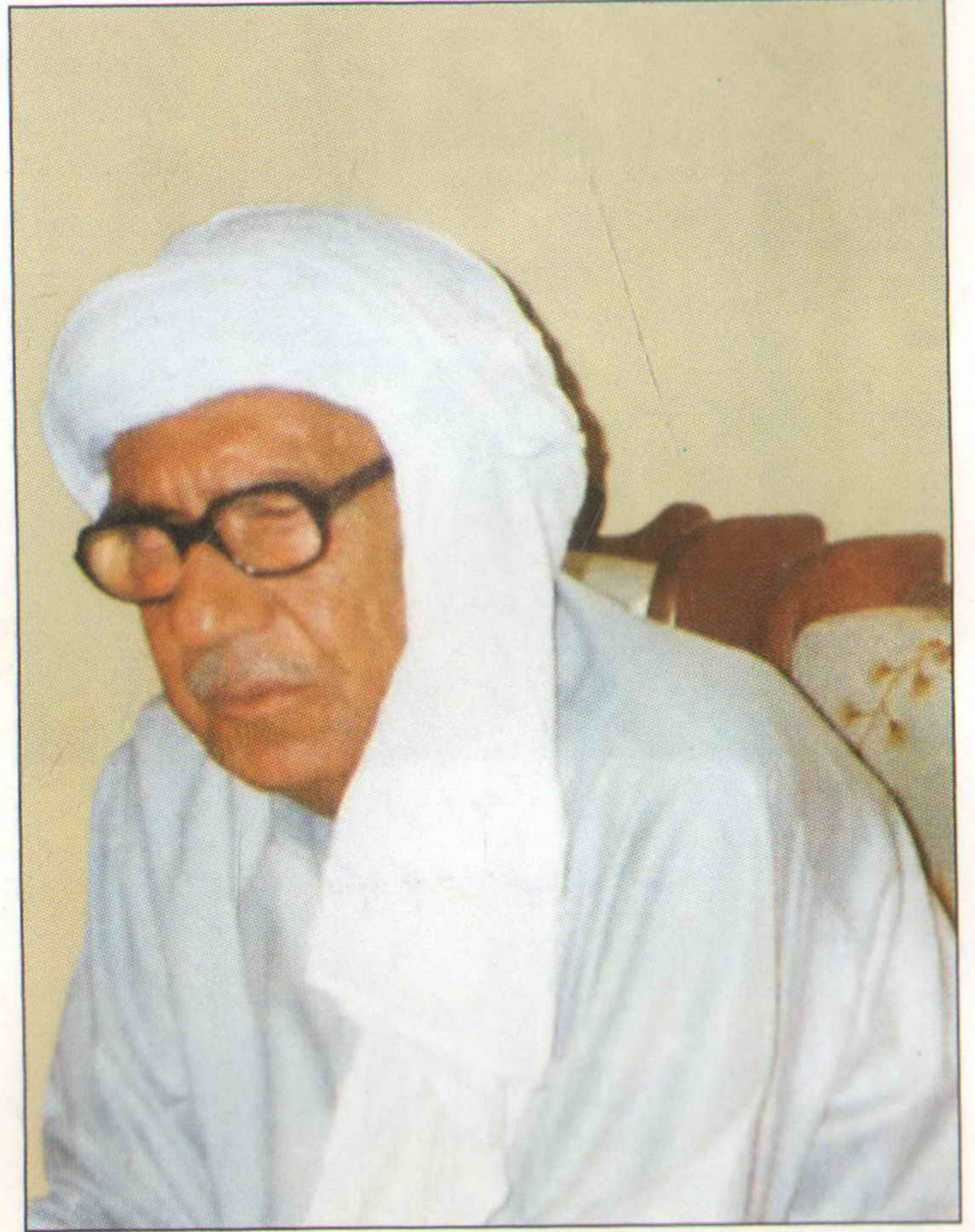
مکرم چوہدری محمد اسلم گلا صاحب

مکرم راجہ محمد اشرف صاحب

مکرم راجہ الطاف محمود صاحب
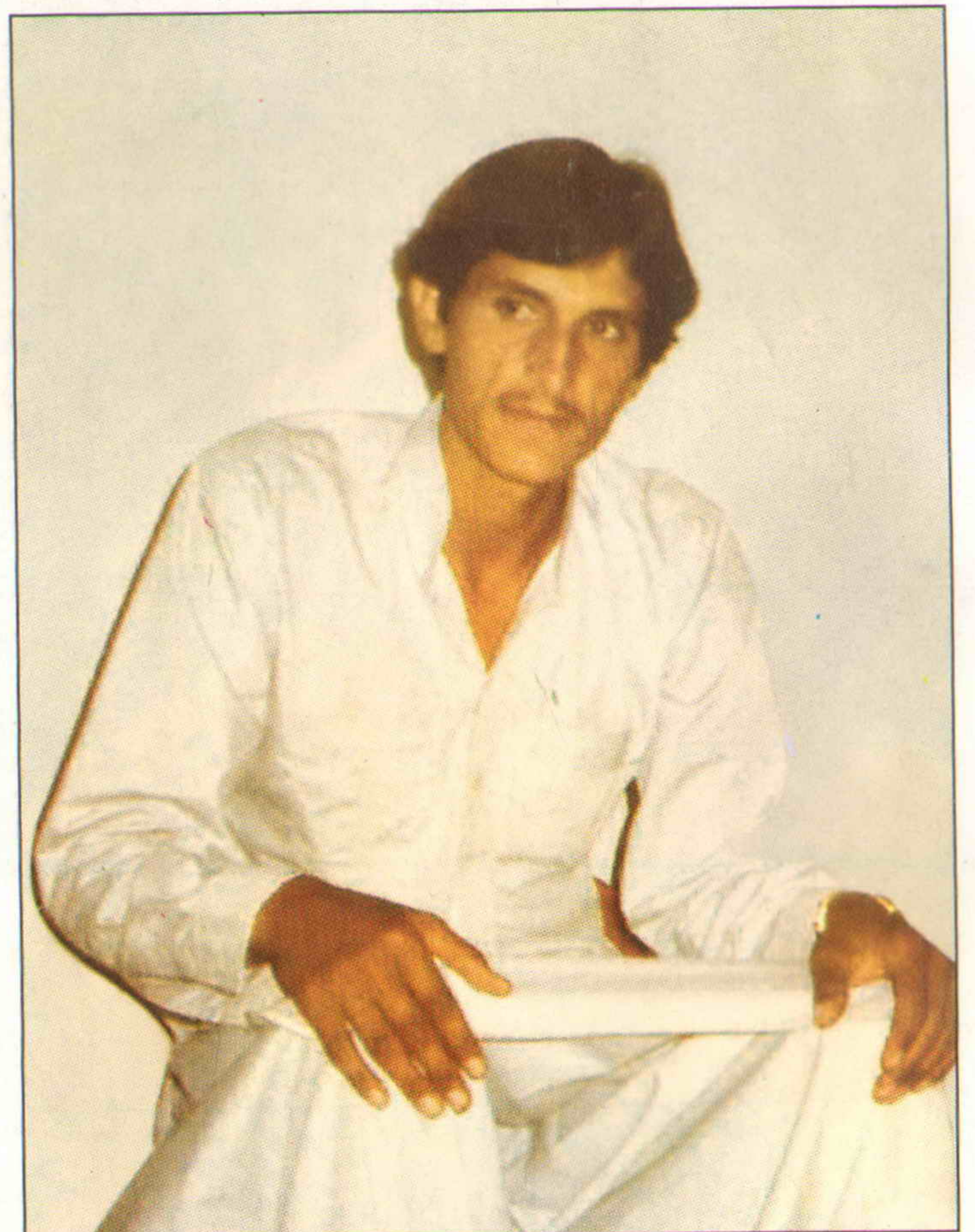
مکرم راجہ عبدالمجید صاحب

مکرم راجہ عابد محمود صاحب

مکرم راجہ لہراسب صاحب

مکرم احمد وحید صاحب عرف نوید

مکرم یاسر احمد گُلّا صاحب

کی بیٹی سے ملے تھے۔آپ کی ایک ہی بیٹی بعمر ۸ ماہ ہے۔جنوبی افریقہ جانے سے قبل آپ قائد مقامی کے طور پر خدمات بجا لاتے رہے۔اس واقعہ میں آپ کے والد مکرم راجہ محمد اشرف صاحب بھی اللہ کی راہ میں قربان ہوئے جبکہ آپ کے بھائی مکرم راجہ ساجد محمود صاحب شدید زخمی ہوئے۔

۶۔مکرم راجہ لہراسب صاحب ولد مکرم راجہ محمد ظفر اقبال صاحب

عمر ۲۵ سال، محنت مزدوری کرتے تھے۔آپ کے ۲ بیٹے ہیں۔

۷۔مکرم احمد وحید صاحب عرف نوید ولد مکرم محمد وحید صاحب

عمر ۲۴ سال، ایل ایل بی کے طالبعلم تھے۔اس وقت ناظم وقارعمل اور سیکرٹری تعلیم کے طور پر خدمات دینیہ بجالا رہے تھے۔آپ ۲ بھائی تھے۔اس واقعہ میں آپ کے والد مکرم محمد وحید صاحب اور آپ کے دوسرے بھائی مکرم توصیف احمد صاحب بھی زخمی ہوئے۔

۸۔مکرم یاسر احمد گُلّا صاحب ولد مکرم چوہدری محمد اسلم گُلّا صاحب

عمر ۱۵ سال، آپ نہم جماعت کے طالبعلم تھے۔آپ کا ایک بھائی اور ۲ بہنیں ہیں۔آپ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل تھے۔اس واقعہ میں آپ کے والد مکرم چوہدری محمد اسلم گُلّا صاحب بھی اللہ کی راہ میں قربان ہوئے۔

اس واقعہ میں زخمی ہونے والے افراد

۱۔مکرم ممتاز علی خاں صاحب، زعیم انصار اللہ۔۲۔مکرم ریٹائرڈ کیپٹن محمد ایوب صاحب۔۳۔مکرم راجہ بشارت احمد صاحب، سیکرٹری مال۔۴۔مکرم ساجد منیر صاحب۔۵۔مکرم عرفان اشرف صاحب، قائد مجلس خدام الاحمدیہ۔۶۔مکرم راجہ ساجد محمود صاحب۔۷۔مکرم محمد وحید صاحب۔۸۔مکرم سید محمود صادق شیرازی صاحب 9۔مکرم توصیف احمد صاحب۔ ۱۰۔مکرم عامر محمود صاحب۔۱۱۔مکرم قمر شہزاد صاحب۔۱۲۔مکرم عمر فاروق صاحب (واقف نو)۔۱۳۔مکرم ابوھریرہ صاحب۔۱۴۔مکرم بلال احمد صاحب۔۱۵۔مکرم عدنان احمد صاحب۔

☆☆☆☆☆

اظہار تشکر

اس رپورٹ کی Data Collection کے سلسلے میں خاکسار مکرم ڈاکٹر عامر رشید صاحب قائد علاقہ فیصل آباد، مکرم سید محمد محمود صاحب نائب قائد علاقہ فیصل آباد، مکرم نجیب احمد صاحب قائد ضلع منڈی بہاء الدین، مکرم علی طاہر بیگ صاحب اور مکرم لئیق احمد ناصر صاحب کا ممنون ہے کہ انہوں نے بھرپور تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

اسی کا نام زباں پہ ہو دم نکلتے ہوئے

نگارِ صبح کی اُمید میں پگھلتے ہوئے
چراغ خود کو نہیں دیکھتا ہے جلتے ہوئے

وہ حسن اس کا بیاں کیا کرے جو دیکھتا ہو
ہر اِک ادا سے کئی قد نئے نکلتے ہوئے

تو ذرّہ ذرّہ اس عالم کا ہے زُلیخا صفت
چلے جو دشت بلا میں کوئی سنبھلتے ہوئے

یہ رُوح کھنچتی چلی جارہی ہے کس کی طرف
یہ پاؤں کیوں نہیں تھکتے ہمارے چلتے ہوئے

اسی کے نام کی خوشبو سے سانس چلتی رہے
اسی کا نام زباں پہ ہو دم نکلتے ہوئے

خیال و خواب کے کیا کیا نہ سلسلے نکلے
چراغ جلتے ہوئے آفتاب ڈھلتے ہوئے

اندھیرے ہیں یہاں سورج کے نام پر روشن
اُجالوں سے یہاں دیکھے ہیں لوگ جلتے ہوئے

اُتار ان میں کوئی اپنی روشنی یا رب
کہ لوگ تھک گئے ظلمت سے اب بہلتے ہوئے

وہ آرہے ہیں زمانے کہ تم بھی دیکھو گے
خدا کے ہاتھ سے اِنسان کو بدلتے ہوئے

وہ صبح ہوگی تو فرعون پھر نہ گذریں گے
دلوں کو روندتے اِنسان کو مسلتے ہوئے

۱۹۸۹ء

(مکرم عبید اللہ علیم صاحب)

افریقہ

(ترجمہ سید عطاء الواحد رضوی)

۱- دنیا کے رقبہ کے ۲۰ فیصد پر مشتمل ہے۔

۲- آبادی ۹۰۰ ملین جو دنیا کی مکمل آبادی کا ۱۴ فیصد ہے۔

۳- ۲۵ سال سے کم عمر لوگ پوری آبادی کا ۷۱٪ ہیں۔ پوری آبادی میں سے ۷۱ فیصد لوگ ۲۵ سال سے کم عمر ہیں۔

۴- شہری علاقوں میں ہر سال آبادی میں ۳۵ فیصد کا اضافہ ہوتا ہے۔

۵- سب سے بڑا شہر آبادی کے لحاظ سے Lagos ہے جو نائیجیریا میں واقع ہے۔ اس کی آبادی ۱۶.۹ ملین ہے۔

۶- سب سے بڑا ملک آبادی کے لحاظ سے Nigeria ہے اور اس کی آبادی ۱۳۱ ملین ہے۔

۷- مہاجرین کی تعداد ۱۵ ملین ہے۔ ۳.۳ ملین وہ ہیں جو بدامنی کی وجہ سے اپنے علاقے چھوڑ آئے ہیں اور ۱۲ ملین وہ ہیں جو اندرونی طور پر ہجرت کرتے رہتے ہیں۔

۸- افریقہ میں ۲۰۰۰ سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔

۹- مسلمانوں کی تعداد ۳۵۸ ملین ہے۔

۱۰- عیسائیوں کی تعداد ۴۱۰ ملین ہے۔

۱۱- جمہوری مملکتوں کی تعداد ۱۹ ہے۔ جبکہ مجموعی طور پر افریقہ میں ۵۳ ممالک ہیں۔

۱۲- مجموعی آبادی کا ۶۶ فیصد کھیتی باڑی پر زندگی گزارتے ہیں۔

۱۳- آمدنی: ۵۰ فیصد لوگوں کی آمدنی ۱ (ایک) ڈالر روزانہ سے بھی کم ہے۔

۱۴- امیر ترین ملک Mauritius جس کا Per Capita GDP ۱۲،۸۰۰ ڈالر ہے۔

۱۵- غریب ترین ملک Malowi, Buwandi Somelia, Sierraleone ان سب کا Per Capita GDP ۶۰۰ ڈالر ہے۔

۱۶- بھاری قرضے میں ڈوبے ہوئے ممالک: ۳۲ ممالک IMF ورلڈ بنک کی طرف سے ایسے ممالک کی فہرست میں شامل کئے گئے ہیں جو بھاری قرضے میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

۱۷- ایسے لوگوں کی Percentage جن کو صاف پانی میسر ہے: Saharen Africa: شہری علاقوں

میں ۸۲ فیصد اور دیہاتی علاقوں میں ۴۵ فیصد۔ شمالی افریقہ میں: شہری علاقوں میں ۹۶ فیصد اور دیہاتی علاقوں میں ۸۴ فیصد۔

۱۸- پیدائش کے ایک سال کے اندر اندر مرنے والے بچوں کی شرح: Sub Saharen Africa میں ہر ۱۰۰۰ میں سے ۳۳ بچے۔

۱۹۔ اوسط متوقع عمر: Sub-Saharen Africa میں ۴۶ سال اور شمالی افریقہ میں ۶۷ سال۔

۲۰- سب سے زیادہ اموات کا باعث AIDS کی بیماری ہے۔

۲۱- شرح خواندگی: ۱۵ سال اور اس سے زیادہ عمر کے لوگوں میں ۶۰ فیصد۔

۲۲- سب سے زیادہ شرح خواندگی والا ملک: Seychelles اس ملک کی شرح خواندگی ۹۲ فیصد ہے۔

۲۳- سب سے کم شرح خواندگی والا ملک Burkinafaso اس ملک کی شرح خواندگی ۱۲.۸ فیصد ہے۔

۲۴- مسلح افواج کی تعداد: ۳۰ ملین۔

(Charles E. Cobb, Jr.National Geographic September 2005)

☆☆☆☆☆☆

بیرونی ممالک جانے والوں کے لئے خاص نصائح

بابو محمد افضل صاحب نے ہندوستان سے افریقہ کی طرف روانگی کے موقع پر حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کی کہ بعض غفلت کے مقامات سے شکوک وشبہات ونفسانی ظلمتوں کا ایک دریا ہمراہ لائے تھے اور اب پھر انہی مقامات کو جانا ہے، اس لئے دعا کی جائے۔ حضرت اقدس نے ایسی مشکلات سے نکلنے کے لئے مندرجہ ذیل چار امر بطور علاج بتائے:

(۱) قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہنا (۲) موت کو یاد رکھنا (۳) سفر کے حالات قلمبند کرتے رہنا (۴) اگر ممکن ہو تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے رہنا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۵۳)

کمرۂ امتحان اور اس سے متعلقہ ہدایات

(مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب راولپنڈی)

۱۔ جس دن امتحان دینا ہو اُسی دن بلکہ ایک دو دن پہلے سے اپنا موڈ ٹھیک رکھیں۔ بلاضرورت گفتگو اور بحث مباحثے سے پرہیز کریں۔

۲۔ امتحان والے روز صبح سویرے بیدار ہوں۔ اپنے ربّ کو یاد کریں نماز ادا کریں اور تلاوت قرآن کریم فرماویں اور پھر پڑھنا شروع کریں۔

۳۔ امتحان کے دنوں میں ایسی اشیاء کھانے سے پرہیز کریں جن سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو۔

۴۔ صبح سویرے اٹھ کر ضرور پڑھیں کیونکہ اُس وقت کا یاد کیا ہوا دیر سے بھولتا ہے۔

۵۔ آخر وقت تک پڑھتے رہنا عموماً فائدہ مند ہوتا ہے۔ لیکن بعض ماہرین کے مطابق کچھ دیر پہلے مطالعہ چھوڑ دینا چاہیے۔ جیسے موافق ہو ویسے کریں۔

۶۔ آرام دہ اور صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے امتحان دینے جائیں۔

۷۔ وقت سے پہلے (مثلاً 1/2 گھنٹہ) پہلے گھر سے نکلیں تا کہ اگر ٹریفک وغیرہ کا مسئلہ پیدا ہو تو آپ لیٹ نہ ہوں۔

۸۔ وہاں پہنچ کر بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے اپنے مضمون کو دل میں دہرائیں یا آخری نظر ڈالیں۔ بہت فائدہ ہوگا۔

۹۔ کمرہ امتحان یا ہال کے اندر زیادہ پہلے جانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ صرف ایک دو منٹ پہلے داخل ہوں۔ تا کہ وقت ضائع نہ ہو۔ یہ وقت آخری نظر ڈالنے میں صرف کریں۔

۱۰۔ اندر داخل ہونے سے پہلے اپنی جیبیں وغیرہ اچھی طرح چیک کرلیں۔ مبادا کوئی ایسی شے نادانستہ طور پر اندر چلی جائے جو بعد میں پریشانی کا باعث ہو۔

۱۱۔ پرچہ ملنے پر دعا مانگیں اور پھر اُسے اطمینان سے پڑھیں۔ عموماً پہلی نظر میں پرچہ مشکل دکھائی دیا کرتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ آسان معلوم ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے بغیر پریشان ہوئے اُسے حل کریں۔

۱۲۔ گھڑی سامنے رکھ کر ہر سوال کے لئے مناسب وقت مقرر کریں۔ پھر کچھ وقت دہرانے کے لئے ضرور بچالیں۔ ہمارے ایک محترم استاد فرمایا کرتے تھے کہ چاہے سوال کا کچھ حصہ چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دیں لیکن

دہرانا ہرگز نہ بھولیں۔

۱۳۔ سب سے پہلے وہ سوال حل کریں جو آسان ہوتا کہ مشکل سوالات حل کرنے میں زیادہ وقت نہ صرف ہو جائے۔ پہلے ایسے سوال بھی حل کریں جن کے بارے میں اندیشہ ہو کہ کہیں بھول نہ جائیں۔

۱۴۔ کئی طالب علم پرچہ غور سے نہ پڑھنے یا سمجھ نہ پانے کی صورت میں کوئی سوال چھوڑ آتے ہیں۔ اس بات کا خیال رکھیں۔ اگر ممتحن سے کچھ پوچھنا ہو تو بلا جھجک پوچھ لیں۔

۱۵۔ پرچہ شروع کرنے سے پہلے کاپی پر اپنا رول نمبر وغیرہ لکھنا ہرگز نہ بھولیں۔

۱۶۔ اپنے ساتھ گھڑی، قلم جو استعمال میں ہوں (ایک سے زیادہ)، بال پین، مارکر، ربڑ، پنسل، شارپنر، پیمانہ، رومال وغیرہ ضرور لے کر جائیں۔

۱۷۔ بہت زیادہ کھلا، ایک لائن یا صفحہ چھوڑ کر لکھنا نامناسب ہے۔ خوامخواہ پرچہ دیکھنے والے پر برا اثر پڑتا ہے۔

۱۸۔ صاف صاف لکھیں جو آسانی سے پڑھا جا سکے۔ لیکن زیادہ خوش خط لکھنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ وقت بہت قیمتی ہوتا ہے خصوصاً کمرہ امتحان میں۔

۱۹۔ اپنی سیٹ چیک کریں کہ آرام دہ ہو۔

۲۰۔ یہ بھی دیکھ بھال لیں کہ وہاں پہلے سے کوئی قابل اعتراض شے نہ پڑی ہو۔

۲۱۔ اپنے آپ پر اعتماد کریں۔ خواہ مخواہ دوسروں کے غلط جوابات کو نہ اپنائیں۔

۲۲۔ کوشش کریں کہ گھر سے اپنی ضروریات پوری کر کے جائیں لیکن اگر وہاں کوئی حاجت ہو تو بلا تردد بتا دیں۔

۲۳۔ امتحان والی رات نیند پوری کریں۔ مبادا وہاں نیند ستانے لگے۔

۲۴۔ بعض اوقات کسی جگہ روشنی اور ہوا کا مناسب بندوبست نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں جگہ تبدیل کروالیں۔

۲۵۔ ہلکی پھلکی کھانے کی کوئی چیز مثلاً چھوٹے بسکٹ کے پیکٹ اور ڈسپرین کی گولی بھی ساتھ رکھ لیں۔

۲۶۔ امتحانی عملہ سے پورا تعاون کریں۔ خوامخواہ جھگڑے وغیرہ سے گریز کریں۔

۲۷۔ اپنی کتب وغیرہ جو ساتھ لے جائیں وہ کسی محفوظ جگہ پر رکھیں چوری ہو جایا کرتی ہیں۔

۲۸۔ ساتھ بیٹھنے والے ساتھیوں سے صاف کہہ دیں کہ جو پوچھنا ہو پرچہ شروع ہونے سے پہلے پوچھ لیں۔ دوران پرچہ تنگ نہ کریں۔ اگر باوجود بار بار سمجھانے کے باز نہ آئیں تو بے شک شکایت کر دیں۔

۲۹۔ مکمل ایمانداری سے پرچہ حل کریں۔ نقل کسی قسم کی بھی کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ رکھیں۔

☆☆☆☆☆☆

گوشۂ سائنس

(مرسلہ: مکرم عطاء الرفیق صاحب کھاریاں)

ہنرخ ہرٹز اور ریڈیائی امواج کی دریافت

یہ 1888ء کی بات ہے۔ جرمنی کی ایک تاریک تجربہ گاہ میں رکھے بجلی کے سامان میں روشنی کا ایک معمولی جھما کا ہوا جو ٹیکنالوجی کے ایک نہ رُکنے والے انقلاب کی بنیاد بنا۔

کارل روشے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کے 31 سالہ ماہر طبیعات ہنرخ ہرٹز نے ایک سرکٹ بنایا جسے تجربہ گاہ کے ایک کونے میں رکھا اور اس نے روشنی کا ایک جھما کا خارج کیا۔ کمرے کے دوسرے کونے میں رکھے سرکٹ میں اس اثر سے جوابی جھما کا ہوا۔

اس معمولی تجربے سے ہرٹز نے ثابت کر دیا کہ برقناطیسی (Electromagnetic) امواج روشنی کی رفتار سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کر سکتی ہیں۔ 15 سال قبل اسکاٹ لینڈ کے ماہر طبیعات جیمز کلارک میکسویل نے ان امواج کی ریاضیاتی پیشگوئی کی تھی۔ آج یہ برقناطیسی امواج ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ کی روح ہیں جس کا سہرا ہنرخ ہرٹز اور اس کی چھوٹی سی تجربہ گاہ کو جاتا ہے۔

صرف آدھا واٹ توانائی

تاریخ: 1942ء

ایٹموں سے مفید توانائی کشید کرنا دنیا کے بڑے دماغوں کا خواب رہا ہے جن میں آئن سٹائن بھی شامل تھا۔ 1942ء کا سال اس خواب کی تعبیر لے کر آیا۔

وہ دسمبر کی شدید سردی کا ایک یادگار دن تھا۔ نوبل انعام یافتہ ماہر طبیعات انریکو فرمی نے جامعہ شکاگو کے اسکوائش کورٹ کی زمین کے نیچے دنیا کا پہلا ایٹمی تعامل گر (ری ایکٹر) مکمل کیا۔ شکاگو پائل نمبرون (CP-1) نامی یہ تعامل گر تقریباً سلنڈر شکل کا تھا۔ اس میں ٹنوں کے حساب سے گریفائٹ اور تابکار یورینیم کے ساتھ کیڈمیم کنٹرول راڈز (سلاخیں) موجود تھیں۔

اس تعامل گر کو یورینیم ایٹموں سے نیوٹرون باہر نکالنے اور دوسرے ایٹموں سے ٹکرا کر زنجیری عمل (Chain reaction) شروع کرنے کے لئے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ پہلے فرمی نے حکم دیا کہ آہستگی سے سلاخیں نکال لی جائیں تاکہ نیوٹرونز کی تعداد اتنی بڑھ جائے کہ وہ زنجیری تعامل کو جاری رکھ سکیں۔ خوش قسمتی سے یہی ہوا اور تعامل گر سے توانائی خارج ہونے لگی۔ ساڑھے چار منٹ کے بعد اسے بند کر دیا گیا۔

اس قلیل عرصے میں صرف آدھا واٹ توانائی خارج ہوئی جو ایک بلب کو ایک سیکنڈ تک جلانے کے لئے بھی ناکافی تھی۔ مگر فرمی نے یہ ثابت کر دکھایا کہ زنجیری تعامل ممکن ہے اور اسے قابل کر کے نیوکلیائی توانائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

نصف واٹ کی وہ توانائی اس لئے خاص ٹھہری کیونکہ اب تک وہ کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں کی گئی تھی۔ آج دنیا

میں سینکڑوں اور پاکستان میں تین ایٹمی بجلی گھر اسی واقعہ کی یاددلاتے ہیں۔

عمومی نظریہ اضافیت کی تصدیق

تاریخ: 1919ء

جب 7 نومبر 1919ء کی صبح آئن سٹائن بیدار ہوا تو نہ صرف دن بدل چکا تھا بلکہ نیوٹن کا صدیوں پرانا نظریہ ثقل بھی ''ترمیم شدہ'' ہو چکا تھا۔

عالمی ذرائع ابلاغ نے اسے اپنے عہد کا عظیم ترین دماغ قرار دیا اور کہا کہ اس کے عمومی نظریہ اضافیت کے تحت نظریہ ثقل، ثبوت کا لبادہ اوڑھ کر ایک حقیقت بن چکا ہے۔

عمومی نظریہ اضافیت کے مطابق، زمان و مکان کا خم (Curvature) ہی ثقل کہلاتا ہے اور ایک بڑی کمیت کے قریب سے گزرتی ہوئی، روشنی کی شعاعیں خمیدہ ہو جاتی ہیں۔ جامعہ کیمبرج کے فلکی طبعیات داں (سر) آرتھر ایڈنگٹن نے 1919ء کے سورج گرہن کے دوران اس کے نزدیک نظر آنے والے ستاروں پر اثرات نوٹ کرتے ہوئے آئن اسٹائن کی تائید کی۔

آئن سٹائن نے روشنی کے خم کی جو پیش گوئی کی تھی، وہ آئزک نیوٹن کے مجوزہ خم سے دوگنی تھی۔ اس کے باوجود، روشنی کا یہ خم بہت ہی معمولی تھا۔ یعنی 14 میٹر کی دوری سے دکھائی دینے والے بال کی موٹائی کے برابر۔

سورج گرہن کے بعد کئی ماہ تک دوسرے ستاروں کی تصاویر کا بغور جائزہ لینے کے بعد ایڈنگٹن نے بتایا کہ سورج گرہن سے پہلے ان ستاروں کی پوزیشن نوٹ کر لی گئی تھی۔

سورج گرہن کے موقع پر دوبارہ ان کی تصویر کشی کی گئی اور یوں اس موقع پر ستاروں کے محل وقوع میں معمولی انحراف ظاہر ہوا۔ اس طرح آئن اسٹائن کا نظریہ، ثقل نیوٹن کے نظریے پر سبقت حاصل کر گیا۔

تاہم چند سائنسی مورخین کے مطابق وہ نتائج اتنے نمایاں اور درست نہ تھے جن کا دعویٰ ایڈنگٹن نے کیا تھا۔ اسکے بعد سے اب تک کئی ماہرین آئن سٹائن کی پیش گوئی کی تصدیق کرتے ہوئے روشنی کے خم کی زیادہ درست مقدار معلوم کر چکے ہیں۔

روشنی کی رفتار اور ایتھر کا خاتمہ

تاریخ: 1887ء

اگر آپ سڑک پر 70 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے کار دوڑا رہے ہیں اور سامنے سے ایک اور گاڑی 70 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑی چلی آ رہی ہے تو دونوں گاڑیوں کی اضافی (یا ایک دوسرے کی نسبت سے) رفتار کیا ہوگی؟ جواب بہت آسان ہے 140 کلومیٹر فی گھنٹہ۔

1887ء میں دو امریکی ماہرین طبیعات، البرٹ مائیکلسن اور ایڈورڈ مورلے نے ثابت کیا کہ یہ بات روشنی کی شعاعوں پر لاگو نہیں ہوتی۔ وہ خلائے بسیط میں ''ایتھر'' دریافت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پہلی کلون بھیڑ: ڈولی

تاریخ: 1997ء

فروری 1997ء میں ایک بھیڑ کی تصویر دنیا بھر کے اخبارات اور ذرائع ابلاغ کی زینت بنی۔ اس بھیڑ کا نام ''ڈولی'' تھا، جسے دنیا کی پہلی کلون شدہ ممالیہ کا اعزاز حاصل ہوا۔ ڈولی ایک بالغ کی ہو بہو جینیاتی نقل تھی جسے ایک خلئے میں سے ڈی این اے کشید کر کے پیدا کیا گیا تھا۔

یہ کارنامہ روزلن انسٹیٹیوٹ، اسکاٹ لینڈ کے ڈاکٹر ایان ولمٹ اور ان کے رفقائے تحقیق کا تھا۔ لیکن اس ایک کامیابی کے حصول کے لئے انہیں 287 ناکام کوششیں کرنا پڑی تھیں۔

اس کے چھ ماہ بعد اسی ٹیم نے مولی اور پولی نامی میمنے کلون کئے۔ اس مرتبہ ان کے ڈی این اے میں جینیاتی انجنیئرنگ کے ذریعہ ایک انسانی جین داخل کیا گیا اور ان کے دودھ میں خون جمانے والا ایک عنصر موجود تھا جسے ہیموفیلیا کے معالجے میں آزمایا جاسکتا تھا۔

ڈولی کی کامیاب کلوننگ سے امیدوں اور خدشات کے نئے باب کھلے۔ اب انسانی علاج کے لئے مفید اجزاء پر مشتمل جانوروں کی بڑے پیمانے پر غلہ بانی پر کام ہو رہا ہے۔

پھر 14 فروری 2003ء کے دن ڈولی اپنی طبعی عمر کے نصف عرصے پر ہی پہنچی تھی کہ انتہائی شدید بیماری میں مبتلا ہوگئی اور آخر اسے زہر کا انجکشن دیکر موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔

سائنسی حلقوں میں اس وقت بھی کلوننگ (خصوصاً ممکنہ انسانی کلوننگ) پر شدید بحث جاری ہے جو سائنس کی حدود سے نکل کر اخلاقیات اور مذہب جیسے موضوعات تک پھیل چکی ہے۔ کلوننگ کا عمل ہنوز تجرباتی مراحل میں ہے اور تجارتی پیمانے پر کلوننگ کی منزل بہت دور ہے۔

ایڈورڈ جینز اور ویکسی نیشن

تاریخ: 1796ء

1980ء میں عالمی ادارۂ صحت نے خوشخبری سنائی کہ وائرس سے پھیلنے اور تاریخ میں لاکھوں جانیں تلف کرنے والے مرض "چیچک" (چکن پاکس) کا پوری دنیا سے خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کسی متعدی مرض پر مکمل غلبے کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ غالباً یہ طبی تجربات کا سب سے اہم واقعہ تھا جس کے براہ راست فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

لگ بھگ 200 برس پہلے گلوکنشائر کے ایک ڈاکٹر نے یہ تجربات انجام دیئے تھے۔ اٹھارہویں صدی کے اوائل میں میری اور ٹلے مونیگو نامی ایک خاتون (جن کے شوہر ترکی میں برطانوی سفیر تھے) ترکی سے ایک طبی ٹوٹکا برطانیہ لائیں۔ میری اور ٹلے نے کہا کہ (ترکی میں) چیچک سے محفوظ رکھنے کے لئے لوگوں میں قصداً چیچک زدہ بافتوں کے پیوند لگائے جاتے ہیں۔ وائرس زدہ کرنے کا یہ عمل عموماً کامیاب رہتا ہے، مگر اس عمل میں آٹھ میں سے ایک مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔

اب ایڈورڈ جینز کو خیال آیا کہ کیا کاؤپاکس نامی مرض سے (جس میں گائے کے تھنوں پر پھنسیاں ہو جاتی ہیں) بھی لوگوں کو متاثر کر کے اس مرض سے بچایا جاسکتا ہے؟ اگرچہ یہ مرض چیچک کے خاندان ہی کا ہے مگر ہلاکت خیز نہیں۔

14 مئی 1796ء میں اس نے کاؤپاکس کے جراثیم لے کر انہیں اٹھارہ سالہ لڑکے جیمز فیس کے بازو میں زخم لگا کر وہاں منتقل کر دیا۔ دس دن بعد فیس کو ہلکا بخار ہوا اور کاؤ پاکس جیسے آبلے پڑ گئے۔ پھر یکم جولائی کو ایڈورڈ جینز نے اس لڑکے کو دوبارہ جراثیم سے متاثر کیا، لیکن آگے چل کر وہ کسی قسم کے ضمنی اثرات سے محفوظ رہا۔

صرف چند سال بعد ہی برطانیہ اور دیگر ممالک میں "ویکسی نیشن" کے عمل نے پرانے اور خطرناک عمل کی جگہ

لے لی جس میں براہِ راست چیچک کے جراثیم منتقل کئے جاتے تھے۔ (''ویکسین'' لاطینی کے ''ویکا'' سے ماخوذ ہے جو گائے یا اس سے متعلق کسی چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔)

ایک عرصے تک اس کی وجہ معلوم نہ ہوسکی۔ پھر جسم کے قدرتی امنیاتی نظام پر تحقیق کے بعد یہ عقدہ بھی حل ہوگیا۔ ہمارے جسم میں کئی خلیات سپاہیوں کی طرح امراض سے لڑتے ہیں اور قدرتی امنیاتی نظام بناتے ہیں۔ ویکسی نیشن کے عمل میں ان خلیات کو مرض سے لڑنے کی ''تربیت'' فراہم کی جاتی ہے اور آگے چل کر وہ ان جراثیم کو شناخت کر کے ختم کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔

جینز کا بھی یہی خیال تھا کہ جسم اور کاؤپاکس کے ''وائرس'' کے درمیان کوئی ایسا عمل ضرور ہوتا ہے جس سے مریض آگے چل کر مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ ''وائرس'' کا لفظ بھی پہلی مرتبہ جینز نے استعمال کیا جو آج بھی رائج ہے۔

لوئی پاسچر اور جراثیم

تاریخ: 1860ء

1860ء میں فرانس کے ذہین کیمیادان لوئی پاسچر نے اپنی تجربہ گاہ میں عجیب وغریب بوتل سے ایک منفرد تجربہ انجام دیا۔ اس تجربے نے نہ صرف زندگی کے پرانے اور مبہم تصور کو ختم کر دیا بلکہ امراض کی اصل وجہ بھی بیان کی۔

صدیوں سے یہ تصور تھا کہ زندگی از خود بے جان اشیاء سے پیدا ہوسکتی ہے۔ مثلاً سڑے ہوئے گوشت وغیرہ سے۔ پاسچر نے اسے محض ایک کہانی قرار دیا اور بتایا کہ امراض نظر نہ آنے والے بہت چھوٹے خردنامیوں سے پھیلتے ہیں جنہیں جراثیم کہا جاتا ہے۔

ثبوت کے لئے پاسچر نے کئی بوتلوں میں اُبلے ہوئے گوشت کی یخنی بھری۔ ہر بوتل کی گردن "S" کی شکل کی تھی اور یوں اس میں ہوا کی آمدورفت جاری رہتی تھی۔ زندگی خودبخود پیدا ہونے کے نظریئے کی رُو سے چند دنوں بعد گوشت میں کیڑے پڑ جانے چاہیے تھے۔ مگر کسی بوتل میں ایسا نہیں ہوا۔ اس سے پاسچر کی بات ثابت ہوگئی کہ ابالنے سے یخنی میں جراثیم ختم ہوگئے اور بوتل کی خاص شکل نے ہوا میں موجود جراثیم کو اس پر حملہ آور ہونے نہیں دیا۔

حیات کی خودبخود پیدائش کے حامی ماہرین نے کہا کہ اُبالنے سے یخنی کی قوت حیات (vital force) ختم ہوگئی ہے جو زندگی کی افزائش کے لئے ضروری تھی۔ مگر پاسچر نے جلد ہی اس اعتراض کا جواب بھی دے دیا۔ اب اس نے ابلے ہوئے شوربے سے بھری چند بوتلوں کی خمدار گردن الگ کردی اور کچھ انتظار کیا۔

زندگی کے از خود پیدا ہونے والے نظریئے کی رو سے اب کچھ بھی نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کے حامیوں کے بقول گوشت ابلنے سے قوت حیات کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ مگر قصہ اسکے الٹ ہوا۔ جلد ہی شوربہ سڑنے سے اس میں کیڑے پیدا ہوگئے۔ اس تجربے سے قوت حیات کی دیومالائی کہانی ختم ہوئی اور غیر مرئی جراثیم کا نظریہ سامنے آیا۔

پاسچر نے فوراً ہی اسے عملی طور پر آزمایا۔ اس نے فرانس میں ریشم سازی کی تباہ حال صنعت کو بچایا۔ ریشم کے کیڑے جراثیم سے متاثر ہو کر قبل از وقت ختم ہو رہے تھے۔ پاسچر نے بڑی مہارت سے یہ مسئلہ حل کیا۔

(گلوبل سائنس اگست ۲۰۰۵ء)

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا　　　جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حکیم مومنؔ خان

اردو زبان کا منفرد شاعر جس کی جدت پسند طبیعت نے تقلید کو ہمیشہ عار سمجھا

(مکرم شیخ محمد ولید احمد مشتاق صاحب دنیاپور)

مختصر حالاتِ زندگی

اُردو غزل میں مومن ایک بلند پایہ شاعر ہیں۔ سوز و گداز ان کے کلام کے خاص جواہر ہیں۔ تغزل کی طرز اپنے اصلی معانوں میں ان کے یہاں اس قدر غالب ہے کہ غزل و مثنوی کے علاوہ قصیدوں میں بھی قدم قدم پر اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ حکیم مومن خان 1215ھ بمطابق 1836ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے ان کے والد حضرت شاہ عبدالعزیز سے خاص عقیدت رکھتے تھے اس لئے ان کی پیدائش پر شاہ صاحب کو بلایا انہوں نے ان کے کان میں اذان دی اور مومن خان نام رکھا گھر والوں کو یہ نام پسند نہ آیا اور انہوں نے ان کا نام ''حبیب اللہ'' رکھا لیکن آخر اسی نام سے مشہور ہوئے جو شاہ صاحب نے تجویز کیا تھا۔ اسی اعتبار سے مومن تخلص رکھا۔

بچپن کی معمولی تعلیم کے بعد ذرا ہوش سنبھالا تو ان کے والد نے انہیں شاہ عبدالقادر صاحب کی خدمت میں پہنچایا۔ حافظہ کا یہ حال تھا کہ جو بات شاہ صاحب سے سنتے یاد کر لیتے۔ عربی میں استعداد حاصل کر لینے کے بعد طب کی کتابیں بھی پڑھیں۔

ہر باکمال طبیعت کا خاصہ ہے کہ اس کا دل ایک فن پر نہیں جمتا چنانچہ انہوں نے بھی صرف طب پر اکتفا نہیں کیا۔ دل میں طرح طرح کے شوق پیدا ہوئے۔ شاعری کے علاوہ نجوم کا خیال آیا تو اس کو اہل کمال سے حاصل کیا اور خاصی مہارت بہم پہنچائی۔ شطرنج کے مشہور کھلاڑی تھے جب کھیلنے بیٹھتے تھے تو دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی۔

خان صاحب شعر و سخن کا ذوق فطرت سے لے کر آئے تھے اور شعر و شاعری سے انہیں طبعی مناسبت تھی اس پر عاشق مزاجی نے اسے اور بھی چمکا دیا۔ شروع شروع میں شاہ نصیر دہلوی کو اپنا کلام دکھایا مگر چند روز کے بعد ہی ان سے اصلاح لینی چھوڑ دی اور پھر کسی کو استاد نہیں بنایا۔

خان صاحب رنگین طبع، رنگین مزاج، خوش لباس، کشیدہ قامت، سرخ رنگ، سر پر لمبے لمبے گھنگھریالے بال جن میں ہر وقت انگلیوں سے کنگھی کرتے رہتے تھے مخمل کا اَنگرکھا اور ڈھیلے پائنچوں والا پاجامہ پہنتے۔ مشاعروں میں ایسی دردناک آواز سے پڑھتے کہ حاضرین وجد کرنے لگتے تھے۔

مومن کے قصائد زیادہ تر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں اور کچھ صحابہ کرامؓ کی شان میں ہیں ان کے اس کلام میں جو زور اور نُدرت ہے اس کا جواب نہیں۔

ان کا ایک شعر ہے۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

مرزا غالب نے یہ شعر سنا تو دیر تک وجد میں رہے۔ سر دھنتے رہے اور کہنے لگے کاش مومن خاں میرا سارا دیوان لے لے اور مجھے اپنا یہ شعر دے دے۔

تاریخ گوئی میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔

''مومن نے 1268ھ میں 53 سال کی عمر میں وفات پائی۔ دلی دروازے کے باہر سیڑھیوں کی غربی جانب زیر دیوار احاطہ میں مدفون ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز کا خاندان بھی اس جگہ مدفون ہے۔

انتخاب کلام

غضب سے تیرے ڈرتا ہوں رضا کی تیری خواہش ہے
نہ میں بے زار دوزخ سے نہ میں مشتاق جنت کا

٭٭٭

اے تپ ہجر دیکھ مومن ہیں
ہے حرام آگ کا عذاب ہمیں

٭٭٭

خوں چھپانے کو مری لاش سے کہتا ہے وہ شوخ
مجھ کو یہ غم ہے کہ میں کیوں ترا قاتل نہ ہوا

٭٭٭

وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

٭٭٭

کس دن تھی اس کے دل میں محبت، جو اَب نہیں
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا

٭٭٭

آنکھیں جو ڈھونڈتی تھیں نگہ ہائے التفات
گم ہونا دل کا وہ مری نظروں سے پا گیا

٭٭٭

ثابت ہے جرم شکوہ نہ ظاہر گناہِ رشک
حیراں ہیں آپ اپنی پشیمانیوں پہ ہم

٭٭٭

جی میں ہے موتیوں کی لڑی اس کو بھیج دوں
اظہارِ حال چشمِ گہر بار کے لئے

٭٭٭

رقیب کھائے قسم تو وفا کا آئے یقین
تو میری جان ہے کیا اعتبار مجھے

٭٭٭

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

غزل

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

بے وفا! کہنے کی شکایت ہے
تو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا

نارسائی سے دم رُکے تو رُکے
میں کسی سے خفا نہیں ہوتا

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

چارۂ دل سوائے صبر نہیں
سو تمہارے سوا نہیں ہوتا
کیوں ہے غرضِ مضطرب مومن
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

اس شعر میں ''گویا'' کا استعمال دوطرح سے ہے گویا کا مطلب ''بات کرنا'' بھی ہے یعنی ہمکلام ہونا۔

☆☆☆

محشر میں پاس کیوں دم فریاد آگیا
رحم اس نے کیا کیا تھا کہ اب یاد آگیا
الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا
دل کو قلق ہے ترک محبت کے بعد بھی
اب آسمان کو شیوہ بیداد آگیا
جب ہو چکا یقین کہ نہیں طاقتِ وصال
دم میں ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا میں دیکھ
مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آگیا

☆☆☆

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی دیدۂ غماز دیکھنا
اُڑتے ہی رنگ رُخ مرا نظروں سے تھا نہاں
اس مرغ شکستہ پر کی ہر دراز دیکھنا
دشنامِ یار طبع حزیں پر گراں ہیں
اے ہم نفس! نزاکتِ آواز دیکھنا
کشتہ ہوں اس کی چشمِ فسوں گر کا اے مسیح!
کرنا سمجھ کے دعوئے اعجاز دیکھنا

☆☆☆

گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہے — مجھ میں طاقت نہیں لڑائی کی
مرگئے پر بے خبر ہے صیاد — اب توقع نہیں رہائی کی
دل ہوا خون خیالِ ناخن یار — تو نے اچھی گرہ کشائی کی
مومن آؤ تمہیں بھی دکھلائیں — سیر بت خانہ میں خدائی کی

☆☆☆

نہ جاؤں گا کبھی جنت میں، میں نہ جاؤں گا
اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا
یہ جوشِ یاس تو دیکھو کہ اپنے قتل کے وقت
دعائے وصل نہ تھی وقت تھا اثر کا سا
حیراں ہیں کہ اسے کیا ہوا پر اُس در پر
نشانِ پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا
دل ایسے شوخ کو مومن نے دیا ہے کہ وہ
مُحب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

☆☆☆

مندرجہ بالا کلام مومن کے عظیم الشان کلام کا ایک مختصر سا نمونہ ہے۔ جو مومن کی دلربا اور دلنشیں شاعری پر دلالت کرتا ہے اور یہ جھلک اس شوق کو بھڑکا دینے کے لئے کافی ہے کہ مومن کے کلام کو پڑھا جائے۔

وصیت کیا ہے اظہارِ تمنائے اطاعت ہے

وصیت کیا ہے اظہارِ تمنائے اطاعت ہے
اشارے پر ہو مرشد کے اگر، عظمیٰ سعادت ہے

ساتھیو، دوستو، جاں نثارو چلو
دی ہے آواز مرشد نے پیارو چلو

وقت ایمان سے جب تقاضا کرے
سمجھو شاخ عمل پر بہار آگئی
زندگی کی نئی منزلوں کی خبر
دینے باد صبا مشکبار آگئی
اِک قدم اور اے کامگارو چلو

خاکداں چھوڑ کر جاں چلی جائے گی
اِک نہ اک دن تو یہ بانوری جائے گی
پی کے ہونٹوں پہ مُسکان ہو گی اگر
اس بیاکل کی بھی کچھ سنی جائے گی
مانگ کچھ اور اس کی سنوارو چلو
دی ہے آواز مرشد نے پیارو چلو

اِک عمارت کی تعمیرِ نو کے لئے
خواب کے ساتھ سوزِ دروں چاہئے
گر نظامِ جہاں کو بدلنا ہے تو
عشق کافی نہیں ہے جنوں چاہئے
پاس جو کچھ ہے خوابوں پہ وارو چلو
دی ہے آواز مرشد نے پیارو چلو

رُو برو آگئی ایک فتحِ مبیں
گردِ ایام دُھلنے کے دن آگئے
دیکھو نجمِ سحر کہہ رہا ہے ہمیں
بابِ افضال کھلنے کے دن آگئے
خیر مقدم کو اے نگہدارو چلو
دی ہے آواز مرشد نے پیارو چلو

عشق سچا وہی جس میں ایسا لگے
یار کی آرزو بھی ہے فرماں نما
پیار گہرا وہی جس میں اچھا لگے
یار ہی کے لئے دل دھڑکتا ہوا
شش جہت سے بلیٰ تم پکارو چلو
دی ہے آواز مرشد نے پیارو چلو

(جمیل الرحمٰن۔ہالینڈ)

(الفضل انٹرنیشنل 09 تا 15 ستمبر 2005ء)

☆☆☆☆

پلٹ کر جھپٹنا

(مرسلہ: مکرم آصف محمود صادق، تخت ہزارہ)

بور ہونا کوئی کمال نہیں، اصل فن اور آرٹ بور کرنا ہے۔

اگر آپ بور کرنے کے فن کے فنکار اور اس آرٹ کے آرٹسٹ نہیں تو آپ ساری عمر دوسروں کے ہاتھوں بور ہوتے گزاریں گے اور آپ کی ساری عمر کی میعاد بہت کم ہوگی، یعنی آپ وقت سے پہلے اللہ کو پیارے ہو جائیں گے۔ مر کے بھی چین نہ پائیں گے۔ جس روز آپ کو قبر میں اُتارا جائے گا اُسی رات دو فرشتے آپ کو بور کرنے آجائیں گے۔ عمر کی طوالت کا راز یہ ہے کہ بور ہونے کی بجائے بور کریں۔ جس طرح لوہے کو لوہا ہی کاٹ سکتا ہے اسی طرح بور کو بور ہی شکست دے سکتا ہے۔

اگر آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ بور کرنے والے کی عمر طویل کیوں ہوتی ہے تو زیادہ نہ سوچیں، ہم آپ کو بتا دیتے ہیں بور کرنے کے لئے باتونی ہونا ضروری ہوتا ہے۔ باتونی بھی ایسا جیسے زبان میں صرف بولنے کی طاقت ہے رکنے کی نہیں۔ ہر وقت بولتے رہنے سے پھیپھڑوں میں تازہ ہوا آتی جاتی رہتی ہے۔ سینے میں کوئی غبار نہیں رہتا۔ بور کرنے والا انسان (جسے عرف عام میں بور کہا جاتا ہے) ہر وقت شکار کی تلاش میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ بعض شکار بالائی منزلوں میں رہتے ہیں۔ لہذا چلتے پھرتے رہنے اور سیڑھیاں چڑھنے اُترنے سے خون کی گردش صحت مند رفتار پر رہتی ہے۔ دل حرکت کرتا رہتا ہے، پٹھے مضبوط ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ باتیں کرتے وقت ہاتھ اور بازو بھی ہلائے جاتے ہیں اس لئے دن بھر میں اتنی ورزش ہو جاتی ہے جو جسمانی صحت کو برقرار رکھتی اور عمر طویل کرتی ہے۔

بنیادی اصول ذہن نشین کرلیں۔ بور اُس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جو آپ کو اپنے متعلق وہی باتیں سنانی شروع کر دے جو آپ اپنے متعلق اُسے سنانا چاہتے ہیں۔ فتح کا راز اس میں ہے کہ کون بات پہلے شروع کرتا ہے۔

کامیاب بور بننے کے لئے باتونی ہونا ضروری ہے۔ باتونی ہونے کے لئے کسی پوشیدہ اور پیچیدہ گر کی ضرورت نہیں۔ جس شخص کو آپ بہت زیادہ باتونی سمجھتے ہیں اُسے چند دن اپنے سامنے بٹھائیں۔ آپ اس سوچ میں پڑ گئے ہوں گے کہ چند دن کا مطلب یہ ہے کہ اُسے ہر روز بلانا پڑے گا یا اس کے گھر جانا پڑے گا۔ جی نہیں۔ آپ کو ہر روز زحمت نہیں اٹھانا پڑے گی۔ آپ نے ایک بار اسے گھر بلا لیا یا اُسے گھر لے گئے اور اس کی باتوں میں دلچسپی کا اظہار کر دیا تو وہ چند دن بولتا ہی رہے گا۔ اگر بولتے بولتے چلا گیا تو بن بلائے بولتا آجائے گا۔

یہ تو آپ جانتے ہوں گے کہ باتونی اُس شخص کو کہتے ہیں جو بولتے چلے جائیں۔ یہ جو کسی نے کہا تھا کہ پہلے تولو پھر بولو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جو بات منہ سے نکالنا چاہتے ہیں اس پر پہلے غور کر لیں تاکہ محفل میں کوئی یہ نہ کہے کہ آپ نے بڑی گھٹیا یا پھسپھسی بات کہہ ڈالی ہے۔ اس محاورے سے پرہیز کریں اور اسے صرف محاورہ سمجھیں۔ یہ اُس قدیم زمانے کا اصول ہے جب انسان جنگلوں اور غاروں میں رہتا تھا۔ اس کے پاس الفاظ کی کمی تھی۔ وہ جب کوئی بات کہنے لگتا تو پہلے الفاظ کو تول کر دیکھ لیا کرتا تھا کہ مدعا بیان کرنے کے لئے پورے ہیں یا نہیں۔ جو کمی ہوتی وہ اشاروں سے پوری کر لی جاتی تھی۔

اب انسان ترقی کر گیا ہے۔ الفاظ کی کمی نہیں رہی بلکہ الفاظ اتنے زیادہ ہوگئے ہیں کہ انسان بولتے بولتے تھک جاتا ہے الفاظ ختم نہیں ہوتے۔ اب سیانے کہتے ہیں کہ جو بولو سوچ کر بولو، مگر بوریت کے اُستاد کہتے ہیں کہ آپ سوچ میں پڑ گئے تو رگڑے گئے۔ صرف یہ سوچ کر بولو کہ چپ نہیں ہونا۔ ہمیں اس جاہل کا نام پتہ معلوم نہیں جس نے کہا تھا........ ''جواب جاہلاں باشد خموشی''...... اور یہ بھی کہ ''خاموشی سے بہتر نہیں کوئی شے''...... یہ سب دقیانوسی ٹوٹکے ہیں اور نا قابل عمل۔ ہمیں یاد آتا ہے کہ چھٹی جماعت میں ماسٹر نے ہمیں پڑھایا تھا، خاموشی سے بہتر نہیں کوئی شے، اور وہ پورا پیریڈ خاموشی پر بولتا رہا تھا۔ اگر پیریڈ ختم نہ ہوجاتا تو وہ بولتا ہی رہتا۔ ہم اُسی روز سمجھ گئے تھے کہ یہ محاورہ امتحان پاس کرنے کے لئے گھڑا گیا ہے عمل کرنے کے لئے نہیں۔

ہم کہہ رہے تھے کہ کامیاب بور بننے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ آپکی زبان آٹومیٹک (خودکار) اور نان سٹاپ (نہ رکنے والی) ہو۔ آپ اگر شریف انسان ہیں تو کسی موضوع پر بات کرنے کی عادی ہوں گے مگر یہ بوریت کے اصولوں کے منافی ہے اب آپ سے فلاں موضوع یا مسئلے پر بات کرنے آیا ہوں۔ کامیاب بوریت کا اصول یہ ہے کہ موضوع کو صیغہ راز میں رکھیں۔ اپنے شکار کو بھنک بھی نہ ملے کہ آپ کس موضوع پر بول رہے ہیں اور اُسے یہ بھی پتہ نہ چلے کہ آپ نے کب موضوع بدل لیا ہے اور یہ بھی آپ کتنے موضوع بدل چکے ہیں۔

ایک خاوند یاد آتا ہے جس نے سول کوٹ میں درخواست دی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے۔ جج نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ وہ بولتی بہت ہے۔ جج نے کہا کہ بولنا کوئی ایسا جرم نہیں کہ طلاق دے دی جائے۔ جج نے پوچھا کہ وہ عام طور پر کس موضوع پر بولتی ہے۔ خاوند نے جواب دیا........... یہی تو مشکل ہے۔ وہ صرف بولتی ہے اور موضوع مجھ سے پوشیدہ رکھتی ہے۔

اب ایک کی بجائے دو خاوند یاد آ گئے ہیں۔ وہ اپنی اپنی بیویوں کی تعریف کر رہے تھے وہ ایک دوسرے پر اپنی اپنی بیوی کی دھاک بٹھا رہے تھے۔ آخر میں ایک نے کہا .... ''میری بیوی ہر موضوع پر گھنٹوں بول سکتی ہے''۔

دوسرے نے کہا ''موضوع پر بولنا کوئی کمال نہیں۔ میری بیوی بغیر موضوع کے گھنٹوں بولتی رہتی ہے''۔

ہم نے بوریت کا ایک ماہر دیکھا ہے۔ وہ زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی چلاتا تھا۔ شکار کے قریب بیٹھتا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے وہ شکار کی ران پر یا کاندھے پر تھپڑ مارتا اور اسے بیدار رکھتا تھا۔ بعض ماہرین فن شکار کے پہلو میں ہلکے ہلکے ٹھونگے مارتے رہتے ہیں۔ اگر آپ کسی شکار کو اس کے گھر جا پکڑیں تو یہ دیکھ لیں کہ اس کے قریب کوئی اخبار، رسالہ یا کتاب نہ پڑی ہو۔ اگر ہے تو اُسے اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیں۔ اگر کمرے میں ریڈیو یا ٹرانسسٹر ہو تو اسے آپ اپنے قبضے میں نہیں لے سکتے۔ اس کی بجائے آپ ریڈیو کے قریب بیٹھ جائیں تا کہ وہ آپ سے بچنے کے لئے ریڈیو آن نہ کر سکے۔ اگر اس نے پہلے ہی فلمی گیتوں کا پروگرام لگا رکھا ہے تو آپ باتیں کرتے کرتے ریڈیو کی سوئی گھمانی شروع کر دیں۔ اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ آپ کا شکار تنگ آ کر ریڈیو بند کر دے گا۔ اگر اس نے بند نہ کیا اور آپ سوئی گھماتے رہے تو اس سے آپ بوریت میں اذیت بھی پیدا کر سکیں گے۔ پھر آپ شکار کو جلدی بچھاڑ لیں گے۔

کسی کے گھر جانے کا بہترین وقت وہ ہوتا ہے جب وہ دوپہر کے کھانے کے بعد ذرا اونگھنے کے موڈ میں ہوتا ہے۔ اس کی جان اس وقت چھوڑیں جب آپ خود اونگنے کے

موڈ میں آجائیں۔ بور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اپنے شکار کے گھر چلے جائیں۔ گھر جانے کا وقت ہم آپ کو بتا چکے ہیں۔ یعنی شکار کے آرام کے وقت۔ سلام و دعا کے بعد خیر خیریت پوچھیں پھر خاموش ہو جائیں۔ چند منٹ بعد کہا..... ''اچھا..........اور سنائیے''.......... پھر خاموش ہو جائیں یہ عمل جاری رکھیں۔ آپ دیکھیں گے کہ پہلے دو تین بار وہ آپ کے جواب میں منہ سے کچھ بولے گا۔ اس کے بعد آپ جتنی مرتبہ کہیں گے اچھا اور سنائیے تو وہ صرف گردن ہلائے گا۔ یہ اس کا ثبوت ہوگا آپ کا کوئی وار ضائع نہیں ہوا، کوئی تیر خطا نہیں گیا۔

اب آگے بڑھیں۔ اس کے کمرے میں کتابیں اور رسالے رکھے ہوں گے۔ اگر میز پر نہیں تو الماری میں ہوں گے۔ جہاں بھی ہیں وہاں سے ایک کتاب اٹھائیں۔ اس کی ورق گردانی کریں۔ منہ کچھ نہ بولیں۔ ساری کتاب پھتل پھتل کر کے صوفے یا پلنگ یا کرسی پر پھینک دیں اور اپنے شکار سے کہیں.......... ''......اچھا اور سنائیے''......اگر اس کے چہرے پر مردنی کے آثار دیکھیں تو ذرا مسکرا دیں اور یہ بھی کہیں دیں.......... ''کیسے گزر رہی ہے؟''......اور الماری سے یا میز سے ایک اور کتاب اٹھالیں اور اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں جو آپ نے پہلی کتاب کے ساتھ کیا ہے۔ دس پندرہ منٹ اس کتاب پر صرف کر کے اسے بھی پلنگ، کرسی یا صوفے پر پھینک دیں اور اپنے شکار سے کہیں...... ''اچھا......اور سنائیے''......اگر اس کی حالت زیادہ خراب ہوگئی ہے تو اسے پوچھیں...... ''سیاست کدھر جا رہی ہے۔ ہمیں تو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں''...... مقصد یہ ہے کہ اسے اتنی ہوا دے دیں کہ وہ بے ہوش نہ ہونے پائے۔

آپ اس سے جو سیاسی سوال پوچھیں اس کا جواب سننے نہ بیٹھ جائیں۔ وہ جواب دینے لگے تو آپ ایک اور کتاب اٹھالیں۔ اس کی ورق گردانی کریں اور ساتھ ''ہوں۔ ہوں'' کرتے جائیں تا کہ آپ کا شکار مایوس نہ ہو۔ آپ جب اس کتاب کو بھی پلنگ کرسی یا صوفے پر پھینک دیں تو شکار کے سامنے بیٹھ کر کہیں...... ''اچھا ...... اور سنائیے''...... جب آپ دیکھیں کہ اس کی اگر تمام کتابیں نہیں کم از کم آدھی کمرے میں بکھر چکی ہیں اور گمان گزرے کہ اس کمرے میں ڈاکہ پڑا ہے یا پولیس نے تلاشی لی ہے تو شکار سے جانے کی اجازت چاہیں۔

یہ خاص طور پر ذہن نشین کریں کہ بور کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ آپ اپنے شکار کی جان ہی لے لیں۔ اور دراصل مقصد علامہ اقبال نے ایک شعر میں واضح کر دیا ہے:

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

فرق یہ ہے کہ آپ کے جھپٹنے اور پلٹنے سے لہو آپ کا نہیں آپ کے شکار کا گرم ہوگا۔ اس کا لہو کھولے گا۔ وہ دانت پیسے گا مگر آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اپنے جگر کا لہو پیئے گا۔ (کتاب مزاح ہی مزاح از عنایت اللہ)

☆☆☆

ہم تمام جماعت احمدیہ کے خلافت کے

زیر سایہ رہنے کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

اراکین عاملہ وقائد ضلع

میر پور۔آزاد کشمیر
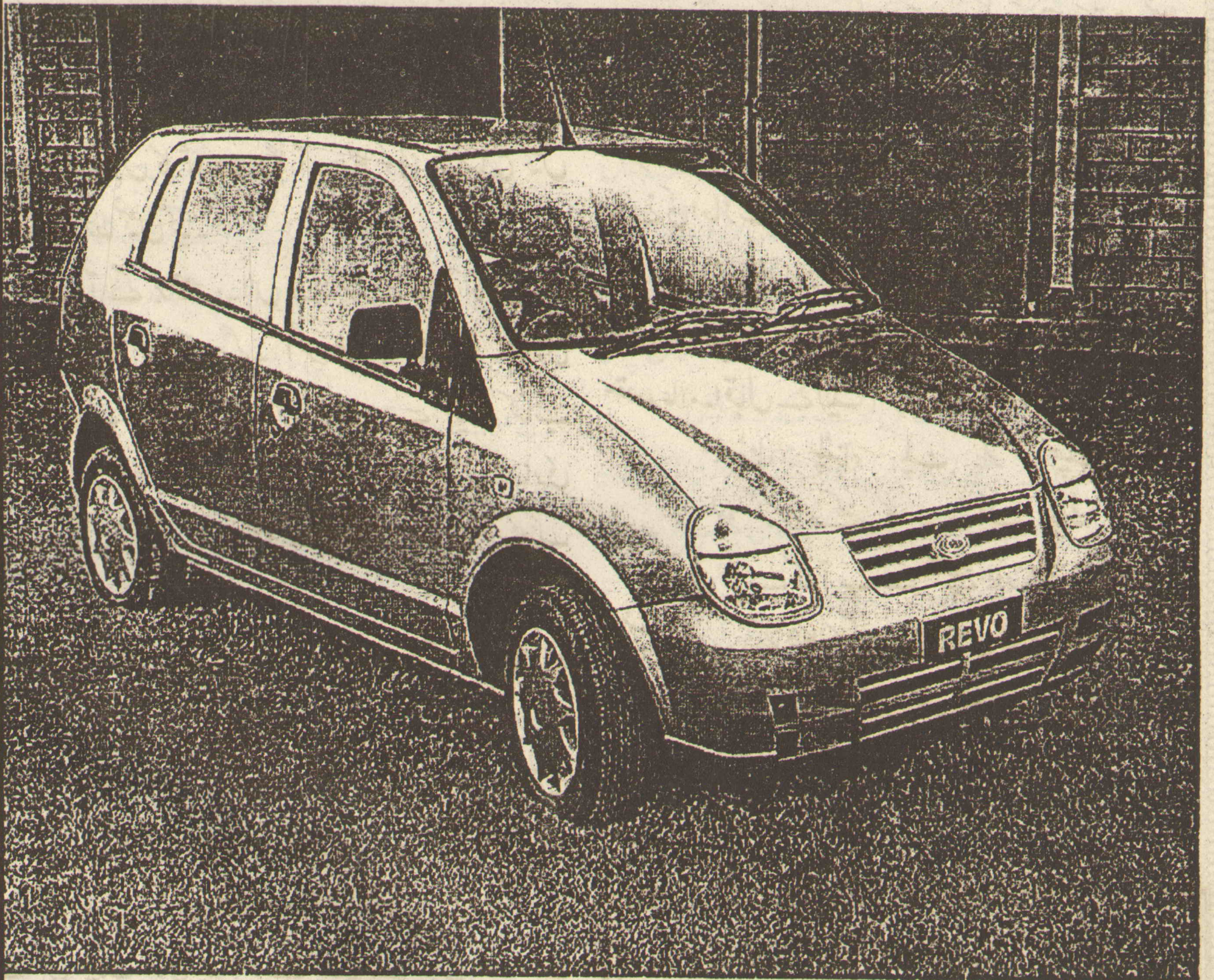
ہم حضور کی درازئ عمر اور آپ کی

قیادت میں جماعت کے پورے عالم

پر غلبے کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

اراکین عاملہ وقائد مجلس

میرا بھڑکا میر پور

آزاد کشمیر

خاکسار پوری جماعت احمدیہ کو جلسہ سالانہ UK اور جرمنی کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہے

منجانب

قائد مجلس خدام الاحمدیہ
ضلع شیخوپورہ

جلسہ سالانہ UK اور جرمنی کے کامیاب انعقاد پر پوری جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب

قائد ضلع و عاملہ
ضلع شیخوپورہ

خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

Monthly
KHALID
C. Nagar

Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin

November 2005
Regd. CPL # 75/FD